ماہنامہ نصرۃ العلوم، مارچ ۲۰۲۳ء

[جلد ۲۸، شمارہ ۳]

::: فہرست :::

عنوانات	رشحات قلم	صفحہ
۱۔ حالات وواقعات	مولانا زاہد الراشدی	۲
۲۔ اخراجات کی مقدار اور مدات	مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ	۵
۳۔ شوقِ مطالعہ	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۱۴
۴۔ پولیس: موجودہ رویہ اور مطلوبہ کردار	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی	۱۹
۵۔ انسانی زندگی میں پانچ اہم چیزوں کی قدر	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۲۳
۶۔ اخبار الجامعہ	مولانا محمد حذیفہ خان سواتی	۳۲
۷۔ خاوند کے ذمہ بیوی بچوں کے مالی حقوق	مولانا زاہد الراشدی	۳۴
۸۔ تعارف، کارکردگی، اہداف: جامعہ نصرۃ العلوم	مولانا محمد فیاض خان سواتی	۳۹
۹۔ نزولِ مصائب اور رفع مصائب	مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری	۴۶
۱۰۔ حدیثِ رسولؐ پڑھنے اور پڑھانے کے آداب	مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ	۵۰

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حالات وواقعات

مولانا زاہدالراشدی
شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم

فضلائے نصرۃ العلوم کو تین نصیحتیں!

جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کی سالانہ تقریب دستار بندی کے موقع پر فارغ التحصیل ہونے والے فضلاء کرام کو تین الوداعی نصیحتیں۔

بعد الحمد والصلوٰۃ! آپ کے سامنے بزرگوں کی تین نصیحتیں نقل کروں گا، اپنے لیے بھی اور تمام طلباء کے لئے بھی۔ پہلی بات یہ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔ وہ ارشاد کسی اور حوالے سے ہے، لیکن میں کسی اور حوالے سے نقل کیا کرتا ہوں۔ روایت میں آتا ہے کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجلس میں تشریف فرما تھے۔ سامنے سے ایک صاحب گزرے جو پراگندہ حال تھے، بکھرے ہوئے بال، میلا کچیلا بدن، اور میلے کچیلے کپڑے۔ اس کیفیت میں سامنے سے گزرے تو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے بلایا اور فرمایا کہ خدا کے بندے! تجھے اتنی توفیق نہیں ہے کہ نہالے، کپڑے دھولے، تیل لے کر بالوں کو مل لے اور کنگھی کرلے؟ اس نے کہا یارسول اللہ! میرے پاس تو اتنی بکریاں، گھوڑے، اونٹ اور غلام ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اونٹ، بکریاں، گھوڑے اور غلام عطا کئے ہیں۔ مالدار اور کھاتا پیتا آدمی ہوں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پس منظر میں یہ جملہ ارشاد فرمایا: فَلْيُرَ أَثَرُ نِعمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ جب اللہ تعالیٰ نے تمہیں مال ودولت سے نوازا ہے تو اللہ تعالیٰ کی نعمت اور اس کے فضل کے تم پر آثار بھی دکھائی دینے چاہئیں۔ اللہ تعالیٰ نے تجھ پر انعامات کیے ہیں تو اس کے اثرات تم پر نظر آنے چاہئیں۔ یہ بکریوں، گھوڑوں اور اونٹوں کے مالک سے کہا۔

میں یہ اس حوالے سے نقل کیا کرتا ہوں کہ بکریاں، گھوڑے اور اونٹ تو دنیا کا مال ہے، یہیں رہ جائے گا۔ قرآن مجید کے علم اور دین کی دولت سے بڑی کوئی دولت نہیں ہے۔ آپ دین کے علم کی دولت اپنے سینوں میں سجائے جا رہے ہیں فَلْيُرَ أَثَرُ نِعمَةِ اللّٰهِ عَلَيْكَ تو اس کے اثرات آپ پر دکھائی دینے چاہئیں۔ آپ کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

زندگی، آپ کے گھروں، آپ کی مجلس، آپ کے بول چال، رہن سہن، لین دین، ڈیلنگ، ملازمت، اور آپ کے معاملات سے اندازہ لگنا چاہیے کہ آپ نے دین پڑھ رکھا ہے۔ آپ کی زندگی کے ہر شعبے میں اس علم کے اثرات نظر آنے چاہئیں۔

دوسری بات یہ کہ خیرالقرون کے بزرگوں میں ایک بڑے بزرگ گزرے ہیں، امام ربیعۃ الرائےؒ جو کہ تابعین میں سے ہیں۔ ان کی عظمت کے لیے اتنی بات ہی کافی ہے کہ آپؒ امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کے استاد ہیں۔ بلکہ آپ فقہ مالکی کی بنیاد ہیں، جس طرح ہمارے ہاں ابراہیم نخعیؒ اور حمادؒ حنفی فقہ کی اساس میں دو بڑے نام ہیں۔ امام ربیعۃ الرائےؒ کا ایک قول ذکر کرنا چاہتا ہوں جو امام بخاریؒ نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں لا ینبغی لاحد عندہ شیء من العلم ان یضیع نفسہ کہ جس آدمی کے پاس کچھ تھوڑا بہت بھی علم ہے اس کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو ضائع کرے۔ علم کا تقاضا ہے کہ جسے اللہ تعالیٰ نے کچھ علم عطا کیا ہے وہ اپنے آپ کو ضائع نہ کرے، بلکہ جو علم اللہ تعالیٰ نے اسے دیا ہے اس کی لاج رکھے، اپنی حیثیت پہچانے اور اپنا کردار ادا کرے۔ میں اس ارشاد کی روشنی میں علماء کرام سے عرض کیا کرتا ہوں کہ کسی عالم دین کا دین کی جدوجہد سے لاتعلق رہنا جائز نہیں ہے۔ فتویٰ کی بات نہیں، ذوق کی بات کرتا ہوں کہ میں اسے کبیرہ گناہ سے بھی بڑی چیز سمجھتا ہوں۔ اگر دین کی جدوجہد سے کوئی تعلق نہیں ہے تو کیوں؟ پڑھا کس لئے ہے؟ اس لیے آپ اپنے آپ کو پہچانیں، اپنے آپ کو ضائع نہ کریں اور ضائع نہ ہونے دیں، بلکہ اپنے علم اور تربیت کے حوالے سے دین کے کسی کام سے منسلک رہیں۔ آپ کا ایک مقام اور ذمہ داری ہے، اس کا احساس رکھیں، اپنے وقار اور سنجیدگی کو قائم رکھیں اور جو کچھ پڑھا ہے اس کے مطابق اپنی زندگی کو منظم کریں، تاکہ امت، ملت، وطن، قوم اور خاندان کو آپ کا فائدہ ہو۔ صرف اپنی ذات کا فائدہ نہ سوچیں، بلکہ اپنے خاندان، قبیلے، علاقے، قوم، وطن اور ملک کا فائدہ سامنے رکھ کر اپنی راہ متعین کریں۔

تیسری بات یہ کہ ایک دفعہ شیرانوالہ لاہور میں ہم نے علماء کا ایک کنونشن رکھا، جس میں مہمان خصوصی قائدِ جمعیت حضرت مولانا مفتی محمود قدس اللہ سرہ العزیز تھے۔ مفتی صاحبؒ نے بہت سی باتیں ارشاد فرمائیں، جن میں ایک یہ تھی کہ انہوں نے فرمایا: آج ہم اپنا تعارف اپنے بزرگوں کا نام لے کر کرواتے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حضرت شیخ الہند محمود حسنؒ، حضرت مولانا اشرف

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

علی تھانویؒ، حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمہم اللہ۔ ہم ان کا نام لے کر اپنا تعارف کرواتے ہیں کہ ہم اس کیمپ کے لوگ ہیں۔ ہم ان بزرگوں کے نام سے اپنا تعارف بھی کرواتے ہیں اور ان کے نام سے عزت بھی حاصل کرتے ہیں۔ مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ لوگوں نے ان بزرگوں کو نہیں دیکھا ہوا، بلکہ لوگ ہمیں دیکھ کر ان کے بارے میں تاثر قائم کرتے ہیں کہ جیسے یہ ہیں ایسے ہی وہ بھی ہوں گے۔ ہم ان بزرگوں کے حوالے سے اپنا تعارف کرواتے ہیں، لیکن ہمارے حوالے سے ان کا تعارف ہو جاتا ہے۔ مفتی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ بات ذہن میں رکھیں کہ اگر ہم اپنے ان بزرگوں کی عزت میں اضافے کا ذریعہ نہیں بن سکتے، تو کم از کم ان کی عزت میں کمی کا ذریعہ تو نہ بنیں۔ ہم جن بزرگوں کا نام لیتے ہیں، جن کے نام سے تعارف اور عزت حاصل کرتے ہیں تو اس کا معیار مکمل نہیں تو کم از کم کسی حد تک عملاً نظر آنا چاہیے کہ ہم اس قافلے کے لوگ ہیں۔

آخری بات یہ ہے کہ آپ جدوجہد وہیں کریں جہاں آپ کا ذوق ملتا ہے۔ ختم نبوت کا ذوق ہے یا نفاذ شریعت کا، تبلیغی جماعت کا ذوق ہے یا تعلیم و تدریس کا، دفاع صحابہؓ کا ذوق ہے یا افتاء کا۔ آپ اپنے ذوق کے مطابق اپنے دائرے میں کام کریں لیکن کسی دوسرے کام کی نفی مت کریں۔ آج کل ہماری سب سے بڑی بیماری یہ ہے کہ ہم کوئی کام کرتے ہیں تو دوسرے سارے کاموں کی نفی کر کے کرتے ہیں۔ اس لیے آپ دین کا کام کریں، اس سے لاتعلق نہ رہیں، لیکن یہ سارے کام ہمارے ہیں، اس لیے کسی دوسرے کام کی تحقیر نہ کریں، اس کی نفی نہ کریں، ورنہ اپنا کام ضائع کر لیں گے۔ اگر آپ دوسرے کام میں تعاون کر سکتے ہیں تو ضرور کریں، ورنہ کم از کم اپنی زبان بند رکھیں۔ یہ ہماری ذمہ داری اور دینی جدوجہد کا تقاضا ہے کہ ہم میں سے ہر آدمی اپنے اپنے دائرے میں متحرک ہو اور جدوجہد کرے، قربانی دے۔ دینی جدوجہد کو ہر شعبے کے رجال کار کی ضرورت ہے۔ اس لیے ہم ایک دوسرے کے احترام کے ساتھ، ایک دوسرے کو تسلیم کرتے ہوئے اور ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرتے ہوئے دینی جدوجہد کو آگے بڑھائیں۔

آپ یہ باتیں سامنے رکھ کر زندگی کا رخ متعین کریں کہ ہم دین، علم اور اپنے بزرگوں کے نمائندے ہیں۔ نمائندے کو نمائندہ ہی رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں نمائندہ ہی رکھیں اور نمائندہ کی حیثیت سے اپنے اسلاف کی روایات کو قائم رکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین!

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

خطبہ جمعۃ المبارک (غیر مطبوعہ) --- s --- مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ
بانی جامعہ نصرۃ العلوم

اخراجات کی مقدار اور مدات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَیَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ ، قُلِ الْعَفْوَ، کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الْاٰیٰتِ لَعَلَّکُمْ تَتَفَکَّرُوْنَ، فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ o (البقرۃ ۲۱۹۔۲۲۰)

محترم حاضرین و برادرانِ اسلام!

سورۃ البقرۃ کی یہ آیات مبارکہ میں نے گزشتہ جمعہ اور اس سے پیوستہ جمعہ کے موقع پر بھی آپ کے سامنے تلاوت کر کے اِن آیات کا کچھ مضمون عرض کیا تھا، حضور علیہ السلام کے صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا تھا کہ حضور! ہم کس قدر مال راہِ خدا میں خرچ کریں تو اس کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرما کر اپنے پیغمبر کو فرمایا کہ آپ لوگوں میں اعلان کر دیں کہ اپنی جائز ضروریات پورا کرنے کے بعد جو مال بچ جائے وہ خرچ کر دیں، علاوہ ازیں بعض لوگوں نے حضور علیہ السلام سے خرچ کرنے کی مدات کے متعلق بھی سوال کیا تھا، جس کا جواب اللہ تعالیٰ نے سورۃ کی آیت ۔۲۱۵ میں دے دیا ہے، وہاں ارشاد ہے۔ یَسْئَلُوْنَکَ مَاذَا یُنْفِقُوْنَ، قُلْ مَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ خَیْرٍ فَلِلْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ مال کن پر خرچ کیا جائے، اے پیغمبرؐ! آپ فرمادیں کہ تم اپنا مال خرچ کرو سب سے پہلے اپنے والدین پر، پھر اپنے عزیز واقارب پر، اسکے بعد یتیموں، مسکینوں اور مسافروں پر خرچ کرو۔

اخراجات کی مقدار

یہ تو اخراجات کی مدات کے متعلق سوال اور اس کا جواب تھا، اور آج تلاوت کردہ آیت میں اخراجات کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مقدار کے متعلق سوال ہے کہ کتنی مقدار میں مال خرچ کیا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے اس سوال کا یہی جواب دیا ہے کہ اپنی جائز ضروریات کی تکمیل کے بعد جو مال بچ جائے وہ خرچ کرڈالو، اس بات کو قرآن میں مختلف طریقوں سے سمجھا دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے آدمی کے جو حقوق و فرائض ہیں اُن کو پورا کیا جائے۔

حلال وحرام کی پابندی

مال اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک نعمت ہے، جس شخص کو اللہ نے مال دیا ہے، اُس کے لئے حلال وحرام کی پابندی بھی لگائی گئی ہے، یعنی حلال ذرائع سے مال کماؤ اور جائز مدات میں خرچ کرو، کسی مسلمان کو حرام راستے سے نہ تو مال حاصل کرنے کی اجازت ہے اور نہ ہی ناجائز مدات میں خرچ کرنے کی اجازت ہے، اللہ تعالیٰ نے یہ عام حکم دیا ہے۔ وَلَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ (البقرۃ۔۱۸۸) اور ایک دوسرے کا مال باطل اور ناجائز طریقے سے مت کھاؤ کہ یہ اسلام میں روا نہیں ہے، ناجائز ذرائع آمدنی بیشمار ہیں، جن کو اسلام میں حرام قرار دیا گیا ہے، اِن میں چوری، ڈاکہ، کمزور آدمی سے زبردستی مال چھین لینا وغیرہ شامل ہیں، غرضیکہ تمام ناجائز ذرائع اور ناجائز پیشے اسلام میں حرام قرار دیئے گئے ہیں، اِن کے ذریعے مال حاصل کرنے کی اجازت نہیں ہے، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے، لا یحل مال امرء الابطیب نفسه کسی مسلمان کا مال اس کی خوشی خاطر کے بغیر دوسرے مسلمان کے لیے حلال نہیں ہے، اہل ایمان کے لیے حلت وحرمت کے قانون کی پابندی ضروری ہے اور اس کی خلاف ورزی شیطان کے نقش قدم پر چلنے کے مترادف ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطٰنِ (البقرۃ۔۱۶۸) اے لوگو! زمین کی پیداوار میں سے حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، اور حلال کی پہچان کا قانون اللہ کے نبی نے اس طرح سمجھایا ہے الحلال ما احل اللہ والحرام ما حرم اللہ حلال وہ چیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے دین اور شریعت میں حلال قرار دیا ہے اور حرام وہ ہے جس کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے، گویا کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے جو کسی دوسری ذات کے اختیار میں نہیں ہے، حضور علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت نعمانؓ نے حضور علیہ السلام کے سامنے عرض کیا کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر یقین رکھوں، قیامت پر ایمان ہو، نمازیں ادا کروں وَاَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَاَحْرَمْتُ الْحَرَامَ نیز حلال کو حلال اور حرام کو حرام سمجھوں تو کیا میری نجات ہو جائے گی؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہو جائے گی، گویا حلت وحرمت کے قانون کی پابندی کو مدارِ نجات قرار دیا ہے، اور جو آدمی اس قانون کے خلاف عمل کریگا اس کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نجات نہیں ہوگی، بلکہ وہ پکڑا جائے گا، جس چیز کو اللہ نے حرام قرار دیا ہے اگر اس کو حلال سمجھے گا تو یہ کفر ہے۔

شاہ ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں کہ نوح علیہ السلام کے بعد جتنے بھی نبی دنیا میں آئے ہیں ان سب کی شرائع میں خنزیر کا گوشت حرام رہا ہے، شاہ صاحبؒ کی حکمت کے مطابق خنزیر کی دو خصلتیں فطرت کے منافی ہیں، ایک یہ کہ یہ گندگی کھانے والا جانور ہے اور دوسری خصلت یہ ہے کہ یہ بے غیرت ہے، جو شخص اس کا گوشت کھائے گا، اس میں بھی یہ دونوں خصلتیں پائی جائیں گی، وہ پاکی اور پلیدی میں فرق نہیں کرے گا اور نہ ان چیزوں کو سمجھ سکے گا۔

خنزیر کے گوشت کی حرمت

کسی چیز کا صاف ستھرا ہونا اور اس کا پاکیزہ ہونا دو مختلف چیزیں ہیں، مثال کے طور پر پیشاب کو اللہ تعالیٰ نے دین میں حرام قرار دیا ہے، اب اگر اس کو فلٹر کر کے صاف کر لیا جائے تو صاف ستھرا ہو جانے کے باوجود یہ پینے کے لئے ناقابل ہی ہے کیونکہ اللہ نے اس کو حرام قرار دیا ہے، اسی طرح خنزیر کا گوشت سارے نبیوں بشمول عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں حرام ہی رہا ہے، مگر آپ کے بعد پولس کی طرف سے عیسائیت کی تشریح میں خنزیر کو حلال قرار دے دیا گیا ہے اور اب عیسائی اس کا گوشت بکری کے گوشت کی طرح کھاتے ہیں، عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں تو شرک کا شائبہ تک نہیں تھا، وہ توحید کے عقیدے پر قائم تھے، اور عیسیٰ علیہ السلام کو یٰعیسی بن مریم یعنی اے مریم کے فرزند عیسیٰ کہہ کر پکارتے تھے اور آپ کو ابن اللہ نہیں کہتے تھے مگر بعد والوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہہ کر شرک کا ارتکاب کیا۔ اسی طرح کسی رومی بادشاہ نے خنزیر کے گوشت کو حلال ٹھہرانے کے لیے پادریوں سے جواز کا فتویٰ حاصل کر لیا اور خنزیر کا گوشت کھانا شروع کر دیا اور پھر تمام عیسائیوں میں حلال قرار پا گیا، اور یہ تو ظاہر ہے کہ من پسند فتویٰ دینے والے پادری، مولوی اور مفتی ہر زمانے میں موجود رہے ہیں، حلال و حرام کا جس قسم کا فتویٰ چاہو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

اصول پرست علماء

کوئی خال خال ہی اللہ کے بندے کامل ہوتے ہیں جو اصولوں کی پاسداری کرتے ہیں اور غلط فتویٰ نہیں دیتے، پہلی جنگ عظیم کے موقع پر انگریزوں کو ترکی پر تسلط حاصل نہیں ہو رہا تھا، لہٰذا انہوں نے اُس دور کے مولویوں سے ترک حکمرانوں کے خلاف کفر کا فتویٰ حاصل کیا جس سے ان کو ترکوں کے خلاف تقویت حاصل ہوگئی، یہ تو مولانا محمود الحسن دیوبندیؒ ہی تھے جنہوں نے ترکوں کے خلاف کفر کا فتویٰ دینے سے یہ کہہ کر انکار کر دیا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کہ ترک فاسق تو ہو سکتے ہیں مگر کافر نہیں ہیں لہٰذا ان کے خلاف لڑائی کے فتویٰ پر میں دستخط کرنے کے لیے تیار نہیں ہوں، اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مولانا کو قید میں ڈالا گیا اور جسم کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔ حضرت شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانیؒ بھی اصول پرست آدمی تھے، آپ بادشاہ کے دربار میں جاتے تو سجدہ نہیں کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ غیر اللہ کے سامنے سجدہ کرنا تو حرام ہے، میں بادشاہ کے سامنے سجدہ کیسے کروں، اسی جرم کی پاداش میں آپ سات سال تک قید میں رہے، تو میں نے عرض کیا کہ فتویٰ دینے والے مولوی حضرات تو ہر دور میں موجود رہتے ہیں مگر ان کے فتویٰ سے کوئی حلال چیز حرام تو نہیں ہو جاتی اور نہ کوئی حرام چیز حلال بن جاتی ہے کیونکہ کسی چیز کو حلال یا حرام قرار دینا تو اللہ کا کام ہے، یعنی کسی مخلوق کے اختیار میں نہیں ہے، البتہ غلط فتویٰ پر عمل کر کے حرام چیز کو کھانے والے خود ذمہ دار ہوتے ہیں جو آخرت میں پکڑے جائیں گے۔

غیر اللہ کی نیاز کی حرمت

الغرض! حضور علیہ السلام کے ارشاد کے مطابق تو کسی کا مال ناجائز طریقے پر کھانا حرام ہے، اگر کھائیں گے تو جسمانی اور روحانی طور پر فساد پیدا ہوگا اگرچہ بعض اوقات یہ فساد محسوس نہیں ہوتا، اگر کوئی شخص بہتا ہوا خون یا مردار کا گوشت کھائے گا تو اس کے جسم میں خرابی پیدا ہوگی کیونکہ یہ جراثیم شدہ زہر آلود اشیا ہیں، ان اشیاء کے استعمال کی خرابی جلد ہی جسم میں ظاہر ہونے لگتی ہے، مگر بعض چیزیں ایسی ہیں کہ حرام ہیں مگر اُن کے استعمال سے بظاہر کوئی خرابی نظر نہیں آتی، مثال کے طور پر قرآن پاک میں جہاں حرماتِ اربعہ کا ذکر ہے وہاں چوتھی حرام چیز وَمَا أُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ (البقرۃ۔۱۷۳) یعنی غیر اللہ کے نام کی نیاز بھی حرام قرار دی گئی ہے، جو چیز اللہ کے نبی، ولی یا بزرگ کے تقرب کے لئے دی جائے وہ حرام ہے۔ اگر گیارھویں کی نیاز پر عبدالقادر جیلانیؒ کی خوشنودی کے لیے دی جائے کہ پیر صاحب خوش ہو کر ہمارا کام کرا دیں گے، کاروبار میں فائدہ ہوگا، مال و جان میں برکت ہوگی اور اگر نہ دی تو پیر صاحب ناراض ہو جائیں گے اور مال و اولاد میں نقصان ہو جائے گا تو یہ غیر اللہ کی نیاز ہو کر حرام ہو جائے گی، البتہ ایصال ثواب اور چیز ہے، اس میں تو کوئی جھگڑا ہی نہیں ہے، سنتِ ابراہیمیہ کا مسلمہ اصول ہے کہ اموات کو ثواب پہنچانے کے لیے تاکہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف اور درجات بلند کر دے، محتاجوں کو کھانا کھلانا، کپڑا پہنانا، یا ضرورت کی کوئی دوسری چیز ضرورت مند کو بہم پہنچانا بالکل متفق علیہ اور جائز ہے اور اس سے اموات کو فائدہ بھی ہوتا ہے بشرطیکہ یہ اشیاء غرباء، مساکین کو پہنچائی جائیں، مگر یہاں تو صورت حال یہ ہے کہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گیارھویں کی نیاز رشتہ دار اور دوست احباب سارے ہی کھاتے ہیں، نیاز کی چیز تو محتاجوں تک پہنچائی جائے تو باعثِ ثواب ہوگی کیونکہ اللہ کا فرمان ہے، اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسٰكِيْنَ ……الآیۃ (التوبہ۔۶۰) صدقات وخیرات تو غرباء اور مساکین کا حق ہے، حقداروں تک پہنچاؤ اور پھر دعا کرو کہ اللہ تعالیٰ اس کا ثواب فلاں مرنے والے یا فلاں بزرگ کو پہنچائے، اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرے اور درجات بلند فرمائے۔

مشرک کے لیے بخشش کی دعا کرنا جائز نہیں

البتہ کسی کافر اور مشرک کے لیے بخشش کی دعا کرنا بھی جائز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، مَاكَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا لِلْمُشْرِكِيْنَ وَلَوْ كَانُوْٓا اُولِيْ قُرْبٰى مِنْۢ بَعْدِ مَاتَبَيَّنَ لَهُمْ اَنَّهُمْ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ (التوبہ۔۱۱۳) پیغمبر اور مسلمانوں کے شایاں نہیں کہ کسی مشرک کے لیے بخشش کی دعا مانگیں اگرچہ وہ ان کا قرابت دار ہی کیوں نہ ہو، بعد اس کے کہ ان پر ظاہر ہوگیا کہ وہ اہل دوزخ میں سے ہیں، البتہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے مشرک باپ کے لیے مغفرت کی دعا عَنْ مَّوْعِدَةٍ وَّعَدَهَآ اِيَّاهُ ایک وعدہ کے سبب تھی جو وہ اس سے کر چکے تھے، فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهٗٓ اَنَّهٗ عَدُوٌّ لِّلّٰهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ (التوبہ۔۱۱۴) جب ابراہیم علیہ السلام کو معلوم ہوگیا کہ اُن کا باپ خدا کا دشمن ہے تو آپ اس سے بیزار ہوگئے، ابراہیم علیہ السلام نے تو بڑی کوشش کی تھی کہ ان کا باپ ایمان قبول کرلے مگر اس نے نہ صرف انکار کردیا بلکہ آپ کو مارا پیٹا اور دھکے دے کر گھر سے نکال دیا، باپ سے علیحدہ ہوتے وقت آپ نے کہا تھا کہ میرے پاس اس کے سوا کیا ہے کہ میں تیرے لیے مغفرت کی دعا کروں، لیکن جب ان کو پتہ چل گیا کہ ان کا باپ کفر پر ہی مر گیا ہے تو آپ نے اُس سے بیزاری کا اظہار کردیا، بلکہ ابراہیم علیہ السلام اور آپ کے ماننے والوں نے مشرک قوم سے صاف کہہ دیا تھا، اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنہ۔۱۴) ہم تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو اُن سے بیزار ہیں اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہم میں اور تم میں کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی، ہم زندگی میں تو دعا کرسکتے ہیں کہ اے اللہ! اِن کو ایمان لانے کی توفیق دے کر بخشش کا اہل بنا دے لیکن جب کفر اور شرک پر خاتمہ ہوگیا تو اب کسی مشرک کے لیے بخشش کی دعا کرنا روا نہیں ہے، کسی مشرک کے بیٹے کے سامنے مرنے والے کو برا بھلا نہ کہو، حضورؐ نے اس سے منع فرمایا ہے کہ اس سے اہل ایمان زندہ کو خوامخواہ تکلیف ہوگی، ابوجہل پکا مشرک اور دشمنِ خدا اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

رسول تھا مگر اس کا بیٹا عکرمہؓ ایمان لایا اور شہادت کی موت پا کر درجات حاصل کئے، حضورؐ نے فرمایا کہ ابوجہل تو اپنے انجام کو پہنچ گیا مگر عکرمہؓ کے سامنے اس کے باپ کو برا بھلا کہہ کر اس کو اذیت نہ پہنچاؤ۔

نذر لغیر اللہ کے اثرات

میں نے عرض کیا کہ غیر اللہ کی نیاز شرک ہے اور سورۃ الانعام میں اللہ تعالیٰ نے شرک کی ساری قسموں کا رد فرمایا ہے، اللہ کی ذات اور صفات میں شرک ہوتا ہے، اسکی عبادت میں شرک ہوتا ہے، نیاز میں اور رسم ورواج میں شرک ہوتا ہے، غرضیکہ اللہ نے اس سورۃ مبارکہ میں ایمان اور توحید کو خوب سمجھایا ہے جو کہ مدارِ نجات ہے، نیاز میں شرک کو اس طرح سمجھا جاسکتا ہے کہ کوئی شخص کہے کہ یہ دودھ، مٹھائی یا چاول وغیرہ فلاں بزرگ کی نیاز ہے، اب اگر بازار سے ویسا ہی دودھ، میٹھائی یا چاول لے آئیں تو دونوں قسم کی چیزوں میں بظاہر کوئی فرق نظر نہیں آئے آتا مگر حقیقت یہ ہے کہ ملتِ ابراہیمیہ کو جاننے والے سمجھتے ہیں کہ غیر اللہ کی نیاز کھانے سے آدمی کی روح میں نجاست پیدا ہوتی ہے جو ظاہر میں نظر نہیں آتی مگر روح پلید ہو جاتی ہے جس سے آگے برائیاں پیدا ہوتی ہیں، ایک حدیث میں ایک غافل آدمی کی مثال اس طرح بیان کی گئی ہے کہ وہ رات بھر سوتا رہتا ہے حتیٰ کہ صبح کی نماز کا وقت بھی نکل جاتا ہے اور سورج نکل آتا ہے تو شیطان اس کے منہ اور کان میں پیشاب کر کے چلا جاتا ہے کہ اب بیشک اٹھ بیٹھو کیونکہ میرا کام تو پورا ہو گیا ہے، رات کو نوافل تو کجا صبح کی نماز بھی نہیں پڑھی، یہ پیشاب بظاہر نظر تو نہیں آتا مگر اس کے اثرات ضرور ہوتے ہیں، حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ ایسا آدمی دن کے وقت سست ہوگا، محدثین کرام کو اشکال پیدا ہوا کہ ایسا آدمی بظاہر تو کسی کام میں سست نظر نہیں آتا بلکہ بڑا چست نظر آتا ہے، مگر حضورؐ کے ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ ایسا آدمی نیکی کے کام میں تو سست ہوتا ہے مگر برائی کے کاموں میں بڑا چست ثابت ہوتا ہے، نیکی کے کام کی طرف اس کا دل مائل نہیں ہوتا، اسی طرح غیر اللہ کی نذر کی چیز کھانے سے ظاہر میں کوئی نجاست نظر نہیں آتی مگر اس کی روح پلید ہو جاتی ہے۔

مساجد کی پاکیزگی

طائف والوں کا مشرک وفد مدینہ آیا تو حضور علیہ السلام نے ان کا خیمہ مسجد نبوی کے صحن میں لگوا دیا، بعض صحابہ نے عرض کیا کہ حضور! یہ تو مشرک لوگ ہیں مگر آپ نے ان کو مسجد میں جگہ دے دی ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ جب یہ لوگ مسلمانوں کو عبادت کرتے ہوئے دیکھیں گے تو اِن پر اثر پڑے گا، اگر کوئی آدمی خلوص نیت اور خشوع وخضوع کے ساتھ عبادت کر رہا ہو تو دیکھنے والے پر یقیناً اس کا اثر پڑتا ہے، فرمایا یہ لوگ بظاہر تو ناپاک نہیں ہے جس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے مسجد کے ناپاک ہونے کا ڈر ہو بلکہ انما انجاس الناس علیٰ انفسھم اِن لوگوں کی نجاست ان کی جانوں میں پڑی ہوئی ہے، وہ زمین پر تو نہیں گر رہی کہ مسجد پلید ہونے کا خطرہ ہو، ظاہری نجاست کوڑا کرکٹ یا گندا جوتا مسجد میں لانے سے تو مسجد کو پاک رکھنا ضروری ہے بلکہ جمعہ کے دن خاص طور پر مسجد کو خوشبودار بنانا چاہئے، بدعت والوں کی کسی تقریب کا موقع آئے تو وہ جھنڈیاں لگاتے ہیں اور ترانے گاتے ہیں، بلاضرورت چراغاں کرتے ہیں جس کو فقہاء کرامؒ نے مکروہ فرمایا ہے، البتہ مسجد میں عود یا اگربتیاں جلا کر اس کو خوشبودار بنانا اچھا عمل ہے، اللہ کے گھر کو پاک صاف رکھنا چاہئے، گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ کو بھی پاک صاف رکھنا چاہئے۔

غرضیکہ اللہ کے نبی نے فرمایا کہ طائف والوں کی نجاست ظاہر میں تو نہیں ہے بلکہ ان کے نفسوں میں پڑی ہوئی ہے، بالکل اسی طرح غیر اللہ کی نیاز کھانے سے ظاہر میں تو کوئی خرابی نظر نہیں آتی مگر اس سے روح پلید ہو جاتی ہے، آدمی کا دل ناپاک ہو جاتا ہے اور وہ شیطانی کاموں میں تو بڑی چستی دکھاتا ہے مگر نیکی کے کاموں میں سست واقع ہوتا ہے، اسی طرح سونے والے آدمی پر شیطان اثر ڈال جاتا ہے۔

اضطراری حالت میں حرام کی اجازت

تو میں نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ حلال اور پاک چیزیں کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر نہ چلو، حلال چیز وہ ہے جس کو اللہ کے دین اور شریعت نے حلال قرار دیا ہے اور جو چیزیں اور جانور حرام ہیں قرآن وسنت میں ان کی وضاحت کر دی گئی ہے، ہاں اگر اضطراری حالت پیدا ہو جائے، ایسی مجبوری آجائے کہ حلال چیز میسر نہ ہو اور آدمی کی جان جانے کا خطرہ ہو تو اِلَّا مَا اضْطُرِرْتُمْ اِلَيْهِ (الانعام۔۱۲۰) اس قدر حرام چیز کھانے کی بھی اجازت ہے جس سے جان بچائی جا سکے، اس کا گناہ نہیں ہوگا، اگر بغیر کھائے جان تلف ہوگئی تو آدمی گناہ گار ہوگا مگر اتنا ہی کھائے جس سے جان بچائی جا سکے، مزہ لینے یا لطف اٹھانے کے لئے کھائے گا تو گناہ گار ہوگا۔ خون حرام ہے، لیکن اگر ڈاکٹر یا طبیب کی رائے میں مریض کے جسم میں دوسرے آدمی کا خون منتقل کئے بغیر مریض کی جان کو خطرہ ہو تو پھر حسب ضرورت انتقال خون کی اجازت بھی ہے، البتہ اگر حرام چیز کا حلال بدل موجود ہو تو پھر حرام چیز کے استعمال کی اجازت نہیں ہے، خون ایک ایسی چیز ہے کہ میڈیکل سائنس والے ابھی تک خون کا بدل نہیں بنا سکے، اسکے اجزا تو معلوم ہوگئے ہیں لیکن اس کو جوڑنے کی کیفیت کا علم نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے ابھی تک ڈاکٹر صاحبان خون پیدا کرنے سے قاصر ہیں اور بوقت ضرورت مریض کو دوسرے تندرست آدمی کا خون ہی منتقل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

کیا جاتا سکتا ہے، اللہ نے انسانی جگر میں خون پیدا کرنے کی اتنی بڑی فیکٹری لگا رکھی ہے کہ دنیا کی بڑی سے بڑی فیکٹری میں اتنے کارندے کام نہیں کرتے جبکہ جگر کی فیکٹری میں اللہ کے کروڑوں کارکن کام کر کے انسانی غذا سے خون پیدا کرتے ہیں جس پر انسان کی زندگی کا انحصار ہے۔

پاک اور ناپاک چیز کی مثال

بہرحال میں نے عرض کیا کہ اضطرار کی حالت میں تو حرام چیز کے استعمال کی اجازت ہے مگر اختیار کی حالت میں حرام چیز کا کھانا درست نہیں ہے، بلکہ انسان کے کھانے کے لیے حلال اور پاک چیز ہونی چاہئے جبکہ کوئی خبیث چیز حلال نہیں ہو سکتی، قصاب بکری خرید کر اس کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرتا ہے، تو وہ حلال ہے اور آپ اس کا گوشت خرید کر کھا سکتے ہیں لیکن اگر کوئی قصاب بکری چوری کر کے لے آتا ہے، اُسے اللہ کا نام لے کر ذبح بھی کرتا ہے تو وہ پاک اور طیب نہیں ہے کیونکہ اس میں دوسرے کا حق متعلق ہے، جب تک وہ بکری کے مالک کو اس کی قیمت ادا نہیں کرتا اور توبہ نہیں کرتا، بکری خبیث ہی رہے گی اور خبیث چیز کھانے سے دل اور روح میں خباثت آئے گی، جذبات اور خون میں خباثت سرایت کر جائے گی لہٰذا پاک اور طیب چیز ہی استعمال کرنی چاہئے۔

بدبودار اور باسی چیز بھی پاک نہیں ہوتی، فقہائے کرام کے نزدیک وہ مکروہ تحریمی میں داخل ہے، لہٰذا اس کو مت کھاؤ، اس کے کھانے سے بیماری لاحق ہو سکتی ہے، اور اگر حرام چیز کھاؤ گے تو شیطان کے نقشِ قدم پر چلو گے اور شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے، وہ تم کو ہلاکت کے گڑھے میں اتار دے گا۔

اخراجات کی جائز مدات

تلاوت کردہ آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ اے پیغمبرؑ! لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کہ کتنی مقدار میں خرچ کریں قُلِ الْعَفْوَ آپ کہہ دیں کہ جو کچھ تمہاری جائز ضروریات سے بچ جائے اس کو خرچ کرو، اور خرچ کی مدات الگ واضح کر دی گئی ہیں، سب سے پہلے فرائض آتے ہیں اور صاحبِ نصاب آدمی کے ذمے زکوٰۃ کی ادائیگی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ اس کے بعد اخراجات کی مد میں قربانی اور صدقۂ فطر واجب ہیں، ان کے لئے خرچ کرو، پھر اگر کوئی رشتہ دار بہت غریب ہے تو اس کا خرچہ بھی واجب ہے، پھر دوسرے مستحق قرابت داروں کا حق ادا کرو جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ (بنی اسرائیل۔۲۶) قرابت داروں، مسکینوں اور مسافروں کو اُن کا حق ادا کرو، حج اور عمرہ ادا کرو کہ یہ بھی جائز ضروریات میں شامل ہیں، علم کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

لئے خرچ کرنا بھی فرائض میں داخل ہے، حضور علیہ السلام کا فرمان ہے جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَاَنْفُسِكُمْ وَاَلْسِنَتِكُمْ اللہ کے راستے میں اپنے مالوں، جانوں، اور زبانوں کے ساتھ جہاد کرو، تبلیغ کرنا، کسی کو ایمان کا کلمہ خیر بتلانا، کسی کے شکوک وشبہات رفع کرنا، اعتراض کا جواب دینا سب زبانی جہاد کا حصہ ہیں، علم حاصل کرنے کے لیے امام بخاری، امام اصفہانیؒ اور امام محمدؒ کی طرح مال خرچ کرنا بھی مالی جہاد ہے، تمام آئمہ کی تاریخ میں مالی جہاد کی مثالیں ملتی ہیں، امام اصفہانیؒ نے تحصیل علم کے لیے چالیس ہزار میل کا پیدل سفر کیا اور مال بھی خرچ کیا، امام ابوحنیفہؒ تاجر تھے، ابریشم کے کپڑے کی فیکٹری تھی جس سے بڑا نفع حاصل ہوتا تھا، آپ غربا ومساکین پر دل کھول کر خرچ کرتے تھے، امام ابو یوسفؒ غریب گھر کے فرد تھے، ان کی والدہ ان کو محنت مزدوری پر لگانا چاہتی تھی، امام ابوحنیفہؒ کی نظر پڑی تو بچے کی مخفی صلاحیتوں کو بھانپ گئے، امام صاحبؒ نے ماں کو راضی کر کے ابو یوسف کو تحصیل علم کی طرف لگا دیا اور اس کا خرچہ خود برداشت کیا، اور پھر امام ابو یوسفؒ کی صلاحیتیں اس قدر اجاگر ہوئیں کہ عباسیوں کی چھتیس لاکھ مربع میل پر مشتمل سلطنت میں چیف جسٹس کے عہدہ پر فائز ہوئے، امام ابو یوسفؒ عبادت گزار بھی بڑے تھے، ہر روز دوسو رکعت نوافل بھی ادا کرتے تھے، آپ اپنے فرائض بخوبی ادا کرتے تھے، غرضیکہ علم بھی جہاد ہی کا ایک شعبہ ہے، غرضیکہ تلاوت کردہ آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی کے ذریعے یہی حکم دیا ہے کہ اپنی جائز ضروریات سے زائد جو مال بھی ہو اسے خرچ کر دو، اور جائز ضروریات کی تشریح میں نے کر دی ہے۔

دعائیہ کلمات

بعض حضرات نے دعا کی درخواست کی ہے لہٰذا تمام حضرات دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام بیمار مسلمان، مردوں، عورتوں، بچوں، بوڑھوں کی ہر قسم کی جسمانی اور روحانی بیماریوں سے شفا بخشے اور جو مسلمان وفات پا چکے ہیں اللہ تعالیٰ ان کی کوتاہیوں سے درگزر فرمائے، ان کی نیکیوں کو شرفِ قبولیت بخشے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، جو مسلمان پریشان حال ہیں اللہ تعالیٰ ان کی ہر قسم کی دنیاوی، دینی، کاروباری اور گھریلو پریشانی کو دور فرمائے، کاروبار میں برکت اور رزقِ حلال میں وسعت نصیب فرمائے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حق کی سمجھ اور اس پر کاربند رہنے کی توفیق بخشے اور سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سبحانك اللّٰهم وبحمدك اشهد ان لا اله الا انت استغفرك واتوب اليك۔

(تاریخ خطبہ ۳ مارچ ۱۹۹۰ء)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

شوقِ مطالعہ

پختونوں کی اصل

جناب مؤرخ خان روشن خان مرحوم آف نواں کلاں، صوابی رقمطراز ہیں۔

’’میں خود بھی انتہائی تحقیق وجستجو کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ بلاشک وشبہ پختون، پشتون، روہیلہ، سلیمانی، پٹھان اور افغان سب ایک ہی قوم کے مختلف نام ہیں، یہ ان گمشدہ اسرائیلیوں کی اولاد ہیں جنہیں اشوریوں اور بابل والوں نے باری باری شام کے علاقوں سے مشرق کی طرف جلا وطن کیا تھا اور جن کا ذکر کتاب مقدس اور کئی دیگر مشہور تاریخی کتابوں میں اکثر آتا ہے۔

افغان یا پختون کو آپ کسی نام سے یاد کریں وہ اصلاً سامی ہیں اور نسل ابراہیمی سے تعلق رکھتے ہیں، یہی وہ قوم ہے جو پہلے شریعت موسوی پر اور پھر دعوت عیسوی پر قائم تھی اور جب ان تک خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام پہنچی تو اس پر لبیک کہتے ہوئے مشرف بہ اسلام ہوگئے اور دین اسلام کی تبلیغ میں کٹھن مرحلوں سے گزرتے ہوئے اسے دنیا کے مختلف ملکوں تک پہنچا دیا، کاش اس قوم کے نوجوان اس نکتہ کو سمجھ سکیں کہ یہ اس کی قومی خصوصیت اور اس کے بزرگوں کا تعامل ہے، یہ پختونوں کی روشن تاریخ ہے جو صدیوں پر پھیلی ہوئی ہے اور اس کا کوئی گوشہ تاریکی میں نہیں ہے، اس کی تاریخ کا ہر دور اور اس کے واقعات روز روشن کی طرح عیاں ہیں، اور یہ بھی یاد رہے کہ یہ ایک دو کا بیان نہیں یہ ایک قوم کا بیان ہے جو لاکھوں انسانوں کا مجموعہ ہے اور وہ تواتر سے پشت بہ پشت گواہی دیتے چلے آرہے ہیں۔‘‘

(تذکرہ: پٹھانوں کی اصلیّت اور ان کی تاریخ ص ۶۵ وص ۶۶، طبع کراچی)

ارائیں کی اصل

شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ المتوفیٰ ۲۰۱۵ء نے فرمایا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

’’ارائیں قوم اصل کے اعتبار سے عربی ہیں،اس کے ماخذ کے بارے میں تین قول ہیں۔

(۱) یا تو یہ اریحہ سے ہیں،اریحہ ایک بستی ہے،اس کے رہنے والے لوگ محمد بن قاسم کے ساتھ آئے تھے اور اریحائین کہلاتے تھے،پھر آہستہ آہستہ ارائیں ہو گیا۔

(۲) یا یہ الراعی سے ہے،الراعی کہتے ہیں چرواہے کو، یہ لوگ چونکہ عرب سے آئے تھے اور بکریاں چرایا کرتے تھے،اس لئے الراعین کہلاتے تھے، پھر آہستہ آہستہ ارائیں ہو گیا۔

(۳) یا یہ البدر الراعی سے ہے،البدر الراعی حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اولاد میں سے تھے جو کہ اسماعیل واسحٰق علیہم السلام کے علاوہ کسی اور بیٹے سے تھے،ان کی اولاد کو ارائیں کہتے ہیں۔‘‘

(ملفوظاتِ حضرت حکیم العصرؒ ص۱۲۳،مرتب مولانا منیر احمد ریحان،طبع کہروڑ پکا)

گوجروں کے دنیا میں مختلف نام

جناب ابوالبرکات مولوی محمد عبدالمالک خانؒ پنشنر مشیر مال ریاست بہاولپور لکھتے ہیں۔

’’ہر ایک ملک کا تلفظ مختلف ہوتا ہے،اس وجہ سے لفظ گوجر مختلف ملکوں میں مختلف تلفظوں سے استعمال کیا جاتا ہے۔

(۱) ہندوستان مین گوجر، (۲) انگریزی تاریخوں مین گُرجرا، (۳) چیین مین کوسا،
(۴) روس مین کھوالیس یا خوالیس، (۵) روم مین چوزاز، (۶) آرمینا مین خترر،
(۷) عرب مین خزر یا جُزر، (۸) بحیرہ آزاف مین گزُر، (۹) شام میں گھیسر یا غیسر،
(۱۰) کاکیشیا مین غاسر یا گاسر، (۱۱) ایران مین کاجار یا قاجار۔

(ملاحظہ ہو بمبئی گزیٹیر،حصہ اول جلد ۹ صفحہ ۴۷۱ و ص ۴۷۲)‘‘

(تاریخِ شاہانِ گُوجر ص ۵۵،طبع لاہور)

ککڑ پہلے گکھڑ تھا

جناب محمد دین فوق مرحوم رقمطراز ہیں۔

’’لارنس صاحب ویلی آف کشمیر میں لکھتے ہیں،اور صحیح لکھتے ہیں،کہ

’’بارہ مولا کے ککڑ وشیوخ کشمیر کے ہندوؤں سے نہیں ہیں ، بلکہ ان کا نسبی تعلق پنجاب کے گکھڑوں کے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ساتھ ہے، یہ لوگ زیادہ تر علاقۂ بارہ مولا میں پائے جاتے ہیں۔‘‘

گکھڑ سے ککڑو کس طرح ہوگیا، اس کے متعلق یہ واقعہ مشہور ہے، کہ ایک شخص نے پنجاب سے خواجہ احمد گکھڑ کے نام ایک چٹھی تحریر کی، وہ چٹھی پہلے پہل ایک نیم ملا کے ہاتھ آئی، جس نے اس لفظ کو گھکڑ پڑھا، گھکڑ سے ککڑ ہوگیا، اور کچھ عرصہ بعد ککڑ نے ککڑو کی شکل اختیار کر لی۔‘‘

(تاریخ اقوامِ کشمیر ص ۲۷۴، طبع لاہور)

حضورؐ کا مجسمہ

جناب سر محمد یامین خان مرحوم رقمطراز ہیں۔

’’ایک دن اتوار کے روز کرسٹل پیلس دیکھنے گئے اُس دن لندن کے لحاظ سے بہت گرمی تھی، وہاں وسیع ہال میں چاء پی، میں نے بہت جستجو کی اس سنگِ مرمر کے اسٹیچو کو دیکھنے کی جس کو میں نے ۱۹۱۴ء میں دیکھا تھا اور اس پر محمد MAHOMET کُھدا ہوا تھا، جو کسی یونانی کاریگر کے ہاتھ کا بنایا ہوا قدیم تھا اور مجھ کو چہرے کی ذہانت سے یہ یقین تھا کہ یہ یونانی مصور نے پیغمبر صاحب کا اسی زمانہ میں بنایا تھا لیکن وہ اسٹیچو اب وہاں نہ تھا نہ کوئی یہ بتا سکا کہ کہاں گیا، مجھ کو بے حد افسوس ہوا چونکہ یہ خیالی نہیں تھا بلکہ جس طرح جولیس سیزر وغیرہ کا مجسمہ بنایا تھا اسی طرح کسی اعلیٰ مصور نے دیکھ کر کاغذ پر خاکہ اُتارا اور پھر یونان پہنچ کر پتھر میں تراشا، اگرچہ اسلام میں مجسمہ بنانا ممنوع ہے لیکن اس مجسمہ کو دیکھنے سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ جس شخص کا ہے وہ دنیا پر حاوی ہوگا اور دنیا کا لیڈر ہوگا۔‘‘

(نامۂ اعمال خودنوشت، یادیں اور تاثرات ج ا ص ۴۸۷، طبع لاہور)

سن الٰہی

جناب پروفیسر محمد اسلم مرحوم استاد شعبۂ تاریخ جامعہ پنجاب لاہور لکھتے ہیں۔

’’قمری ماہ وسال کے اختلاف کی وجہ سے سرکاری دفاتر اور خاص طور پر محکمہ مالیات کو متعدد دشواریوں کا سامنا کرنا ہوتا تھا، اس لیے اکبر نے ایسا کیلنڈر ایجاد کرنے کا حکم صادر کیا جس میں ماہ وسال ہمیشہ ایک جیسے رہیں، نئے کیلنڈر کی تدوین کا کام شاہ فتح اللہ کے سپرد کیا گیا چنانچہ اُنھوں نے زیچ الغ بیگ کو مدّنظر رکھتے ہوئے شمسی کیلنڈر تیار کیا (ابوالفضل: آئین اکبری، مطبوعہ کلکتہ ۱۸۷۲ء، ج ا، ص ۲۷۷) جو ۲۰ مارچ ۱۵۸۴ء کو ملک بھر

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں رائج کیا گیا (مجتبٰی احمد علوی، فتح اللہ شیرازی، مطبوعہ دہلی ۱۹۶۸ء، ص ۱۸) اس کیلنڈر کے ۳۶۵ دن رکھے گئے، مہینوں کے نام وہی تھے جو عہدِ قدیم میں ایران میں ہوا کرتے تھے، سن الٰہی میں چونکہ ہفتے نہیں ہوتے تھے اس لیے پورے مہینے کے دنوں کے الگ الگ نام رکھے گئے، شاہ فتح اللہ کی تقدیم کے مطابق ایک مہینہ ۲۹ سے ۳۲ دن کا ہوتا تھا، اس کیلنڈر میں چونکہ لیپ کا سال نہیں رکھا گیا تھا اس لئے شاہجہان کے عہد تک کئی دنوں کا فرق پڑ گیا، اس لیے فریدالدین منجم نے سن الٰہی میں تھوڑا سا ردوبدل کر کے اسے زیچ شاہجہانی کا نام دیا، اس نے مہینوں میں دنوں کی کمی بیشی کا یہ اصول وضع کیا۔ (مجتبٰی احمد علوی، فتح اللہ شیرازی، مطبوعہ دہلی ۱۹۶۸ء، ص ۱۸)

لاولالب لاولا لاشش مہ است
لل کط وکط لل شہور کوتہ است

اس اصول کے مطابق سال کے مختلف مہینوں میں دنوں کی ترتیب یوں ہوگی۔

۳۱، ۳۱، ۳۲، ۳۱، ۳۱، ۳۱، ۳۰، ۳۰، ۲۹، ۲۹، ۳۰، ۳۰۔

یہ کیلنڈر عہدِ اورنگزیب عالمگیر تک مروج رہا، جب اس نے اپنے قلمرو میں اسلامی اصلاحات نافذ کیں تو الٰہی کیلنڈر کی جگہ ہجری کیلنڈر رائج کیا۔‘‘

(سرمایۂ عمر ص ۲۱ و ص ۲۲، طبع لاہور)

قرآن میں تصرف فی الالفاظ کی دو خرافات

حکیم الامت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانویؒ المتوفی ۱۳۶۲ھ لکھتے ہیں۔

’’(۱) بچپن میں ایک حافظ صاحب سے سنا تھا کہ بتلاؤ ’’لِکوَبِل‘‘ کہاں آیا ہے؟

پھر فرمایا مِن قبلك وبالآخرة الخ ۔(یعنی قَبْلِكَ کا لام، کاف اور وَبِالْآخِرَةِ کا واوٗ، باء، لام باہم جوڑ دیا۔ فیاض)

(۲) ایک صاحب نے فرمایا تھا، کہ قرآن میں ایک جگہ ہے، اِدھراللہ اُدھراللہ، بیچ میں اونٹنی کا بچہ، یعنی اس آیت میں فقال لهم رسول الله ناقة الله، الشمس (۱۲) (پھر کہا ان کو اللہ کے رسول نے، خبردار رہو، اللہ کی اونٹنی سے) اور بہت سی ایسی خرافات گڑھ رکھی ہیں، یہ تصرف فی الالفاظ ہے۔

(اصلاحِ انقلابِ امت (حصہ عبادات) ص ۵۱، طبع کراچی)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن کے دور کا حق ادا کرنا

شیخ ابواللیث نصر بن محمد بن ابراہیم السمرقندیؒ المتوفی ۳۷۳ھ لکھتے ہیں۔

''امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا جس نے سال میں دو مرتبہ (مکمل) قرآن پڑھا، اس نے اس کا حق اداء کیا، اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر سال اسے جبریل علیہ الصلاۃ والسلام پر ایک مرتبہ پیش کیا، اور جس سال آپ کی وفات ہوئی اس میں دو مرتبہ۔''

(تنبیہ الغافلین عربی ص ۱۵۳، طبع مصر)

خوشخبری !

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ فاضل دارالعلوم دیوبند و بانی جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کا ترجمۂ قرآن کریم رنگین ایڈیشن میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آ گیا ہے۔

یہ آپؒ کا تحت اللفظ بامحاورہ اردو ترجمہ ہے، جو آسان، سلیس اور عام فہم ہونے کی بنا پر اہلِ علم، طلبہ اور عوام الناس تمام ہی طبقات میں یکساں مقبول ہے۔ ترجمہ کے ساتھ بین القوسین الفاظ کی وضاحت بھی کی گئی ہے، اور رائج الوقت اردو استعمال کی گئی ہے۔

یہ ترجمہ آپؒ کی تفسیر معالم العرفان فی دروس القرآن سے علیحدہ کر کے شائع کیا گیا ہے، جس کے متنِ قرآن سمیت 734 صفحات ہیں۔ یہ پہلی مرتبہ 1996ء میں شائع ہو کر منظرِ عام پر آیا تھا اور اب تک اس کے کئی سادہ (بلیک اینڈ وائٹ) ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

حصول کے لیے ادارہ نشر و اشاعت جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ کے ناظم مولانا شعیب قیصر سے مندرجہ ذیل نمبر پر رابطہ کیا جا سکتا ہے 03026693479

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی، انڈیا

پولیس: موجودہ رویہ اور مطلوبہ کردار

انسان کا دل یوں تو دیکھنے میں جسم کا ایک ٹکڑا ہے، لیکن اسی ٹکڑے میں خواہشات کی ایک دنیا بسی ہوئی ہے، اس کی حرص وہوس کا حال یہ ہے کہ اگر ہفت اقلیم حاصل ہو جائے تب بھی آسودہ نہ ہو، اور ''ھل من مزید'' کی صدا جاری رہے، خواہشات کی کثرت انسان کو ٹکراؤ کی طرف لے جاتی ہے، کیوں کہ اس دنیا میں کروڑوں انسان بستے ہیں، اگر ایک انسان اپنی تمام خواہشات کو پورا کرنا چاہے، تو اسے اس بستی میں بسنے والے بہت سے انسانوں کو خواہشات کا خون کرنا ہوگا، اس کے بغیر وہ اپنی تمام چاہتوں کو پورا نہیں کر سکتا، انسان کی ان ہی ان گنت اور بے شمار خواہشوں اور چاہتوں کو کنٹرول میں رکھنے، دوسروں کے ساتھ ظلم وزیادتی کو روکنے اور اخلاقی حدود سے باہر نہ جانے کی غرض سے قانون بنائے جاتے ہیں، اسی لیے کسی بھی انسانی معاشرہ کے لیے قانون کی بڑی اہمیت ہے۔

قانون انسان کو مہذب بناتا ہے، قانون کے ذریعہ ہر شخص کو اس کا جائز حق ملتا ہے، قانون انسان کو اس بات کا پابند بناتا ہے کہ وہ دوسروں کے حقوق میں بے جا مداخلت نہ کرے، قانون اس بات کو بھی یقینی بناتا ہے کہ انسان اخلاق کے دائرہ میں رہتے ہوئے زندگی گزارے، کوئی گروہ قانونی نظام کے بغیر مہذب اور شائستہ زندگی نہیں گزار سکتا؛ اس لیے کسی بھی ملک میں نظام حکومت تین شعبوں پر منقسم ہوتا ہے، مقنّنہ، عدلیہ اور انتظامیہ، مقنّنہ کا کام قانون بنانا ہے، اسلام میں قانون کا اصل سرچشمہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے: إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ (یوسف ٦٧) لیکن انتظامی قوانین وضع کرنے کا حق حکومت کو حاصل ہے، عدلیہ قانون کی تشریح کرتی ہے اور جہاں ابہام ہو وہاں اس کی مراد متعین کرتی ہے، انتظامیہ قانون کو نافذ کرتی ہے۔

قانون کے نفاذ میں ایک اہم پہلو قانون کی حفاظت کا ہے، اس بات کی نگرانی بھی ضروری ہوتی ہے کہ کہیں کوئی بندۂ ہوس قانون کو توڑنے کا مرتکب تو نہیں ہو رہا ہے، وہ دوسروں پر ظلم تو نہیں کر رہا ہے؟ دوسروں کو ان کے جائز حقوق سے محروم کرنے کا مرتکب تو نہیں ہو رہا ہے؟ قانون اور حقوق کی حفاظت کی یہ ذمہ داری اندرون ملک جس گروہ

سے متعلق ہے، وہ ہے ''پولیس''، پولیس ہی معاشرہ کو کنٹرول کرتی ہے، لوگوں کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ وہ بیجا خواہشات کو اپنے کنٹرول میں رکھے اور ایک دوسرے کے ساتھ ظلم وزیادتی نہ ہونے پائے، اس لئے معاشرہ میں عدل وانصاف کو قائم رکھے اور ظلم وزیادتی اور حق تلفی سے بچانے میں پولیس کا نہایت اہم رول ہے۔

جو پولیس واقعی ان مقاصد کو پورا کرے، وہ لوگوں کی آنکھوں کا تارا بن کر رہ سکتی ہے، مذہب اور اخلاق کے ترازو میں بھی اس کا بڑا درجہ ہے، عدل کو قائم کرنا اور معاشرہ کو ظلم سے بچائے رکھنا اتنی بڑی نیکی ہے کہ ایمان کے علاوہ شاید ہی کوئی اور نیکی اس کا مقابلہ کر سکے، آپؐ نے فرمایا کہ جب فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو: وإذا حکمتم فاعدلوا (مجمع الزوائد:۵/۱۹۵) ایک اور روایت میں ہے کہ انصاف کرنے والے اللہ کے دائیں جانب نور کے منبر پر ہوں گے، یہ وہ لوگ ہوں گے، جو فیصلہ میں بھی انصاف کو قائم کریں گے، اپنے اہل وعیال کے سلسلہ میں بھی انصاف کو قائم رکھیں گے، اور جن لوگوں پر ذمہ دار بنایا جائے، ان کے بارے میں بھی: الذین یعدلون فی حکمھم وأھلیھم وما ولوا (مسلم، حدیث نمبر:۱۸۲۷) آپؐ نے اپنے ایک ارشاد میں تین باتوں کو نجات کا ذریعہ بتایا ہے، ان میں پہلے نمبر پر آپؐ نے جو بات ذکر فرمائی، وہ یہ ہے کہ انسان غصہ میں بھی اور خوشی میں بھی انصاف پر قائم رہے: العدل فی الغضب والرضا (مجمع الزوائد:۱/۹۱) ہر دن انسان انصاف کا جو برتاؤ کرے گا، اس کا شمار بھی صدقہ میں ہوگا: کل یوم تطلع فیہ الشمس یعدل بین الناس صدقۃ۔ (بخاری، حدیث نمبر:۲۷۰۷)

عدل وانصاف کے مقابلہ میں ظلم وزیادتی ہے، پولیس کا بنیادی فریضہ معاشرہ میں ظلم وزیادتی کو روکنا ہے، ظلم وزیادتی کو روکنا دراصل پورے سماج کا اخلاقی ومذہبی فریضہ ہے، پولیس گویا اس ذمہ داری کو پورے معاشرہ کی طرف سے ادا کرتی ہے، شرک کے بعد اسلام کی نظر میں ظلم جس قدر مذموم فعل ہے، شاید ہی کسی اور فعل کو اس درجہ مذموم قرار دیا گیا ہو، آپؐ نے مظلوموں کی مدد کرنے کا حکم دیا: أعینوا المظلوم (ترمذی، حدیث نمبر:۲۷۲۶) آپؐ نے اس بات سے اللہ کی پناہ چاہنے کی تلقین فرمائی ہے کہ انسان ظلم کرے یا اس پر ظلم کیا جائے: تعوذوا باللہ من ... أن تظلم أو تظلم (ابوداؤد، حدیث نمبر:۱۵۴۴) مظلوم کے بارے میں آپؐ نے فرمایا کہ اس کی دُعاء پر آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور اللہ فرماتے ہیں: میرے غلبہ کی قسم! میں اس کی مدد ضرور کروں گا، خواہ کچھ عرصہ بعد ہو: وعزتی لأنصرنك ولو بعد حین (ترمذی، حدیث نمبر:۳۵۹۸)

ظالم کو ظلم سے روکنا نہ صرف مظلوم کی مدد ہے، بلکہ یہ ظالم کی بھی مدد ہے، کیوں کہ یہ اس کو غلط راستہ سے بچانا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

ہے، رسول اللہؐ نے ارشاد فرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، صحابہؓ نے عرض کیا: اللہ کے رسول! ہم مظلوم کی مدد تو کریں گے، لیکن ظالم کی مدد کس طرح کی جائے؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا: ظالم کی مدد یہ ہے کہ ظلم سے اس کے ہاتھ تھام لو: أن تأخذوا فوق يده (مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۷۸) پس انصاف کا قائم کرنا اور ظلم کو روکنا دونوں ہی بات مذہب اور اخلاق کی نگاہ میں نہایت اونچے درجہ کا عمل ہے۔ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ پولیس کو معاشرہ میں محبت اور قدر کی نظر سے دیکھا جاتا، مظلوم اور کمزور اسے دیکھ کر محسوس کرتے کہ ان پر رحمت کی گھٹا سایہ فگن ہوگئی ہے، ظالموں اور مجرموں کو پولیس کا وجود خوف زدہ کرتا، جرم کی طرف بڑھتے ہوئے قدم رُک جاتے اور ہر شخص کو اس بات کا یقین ہوتا کہ پولیس کا سلوک ان کے ساتھ منصفانہ اور خیر خواہانہ ہوگا اور اس کے ساتھ کوئی زیادتی نہیں ہوگی، مگر افسوس کہ اس وقت ہمارے معاشرہ میں پولیس ایک ایسی چیز ہے جس کا نام لے کر مائیں معصوم بچوں کو ڈراتی ہیں، لوگ شاید درندوں سے بھی اس قدر خوف نہ کھاتے ہوں، جتنا خوف انھیں پولیس سے ہوتا ہے، یعنی پولیس کی تصویر اس کے پیشہ کے بالکل برعکس لوگوں کے ذہن میں بنی ہوئی ہے اور یہ تصویر دن بدن پختہ سے پختہ ہوتی جا رہی ہے۔

پولیس جن لوگوں کو گرفتار کرتی ہے، ان میں زیادہ تر ملزم ہوتے ہیں، یعنی ان پر جرم کا الزام ہوتا ہے، لیکن ابھی یہ الزام ثابت شدہ نہیں ہوتا، پولیس کا کام ہے کہ جرم کے شواہد عدالت میں پیش کرے اور ملزم کو مجرم ثابت کرے، اور جب تک یہ ثابت نہ ہو جائے اس کے ساتھ مجرم کا سا سلوک روا نہیں رکھے، پولیس قانون کی محافظ ہے، اسی لئے خود اس کو قانون پر پوری طرح عامل ہونا چاہئے، لیکن پولیس جو رویہ زیر تحقیق مجرموں کے ساتھ اختیار کرتی ہے اور جھوٹے مقدمات ملزموں پر چلاتی ہے وہ درندوں کو بھی شرمندہ کرتے ہیں، اور ان کا جھوٹ ہونا زبان زدِ عام و خاص ہے، آئے دن پولیس کے گرفتار کردہ بے قصوروں کو عدالت رہا کرتی ہے اور پولیس پر پھٹکار لگاتی ہے، مار پیٹ کرنا، گالی گلوج یہاں تک کہ کرنٹ کے ذریعہ تکلیف پہنچانا اور ملزموں کے ساتھ غیر اخلاقی حرکتوں کا ارتکاب گویا پولیس کے معمولات میں داخل ہے، گجرات اور بمبئی کے فسادات میں پولیس نے جس حیوانیت کا ثبوت دیا ہے، اس نے پوری دنیا میں ملک وقوم کو شرمندہ کیا ہے اور یقیناً ہندوستان کے سیکولرزم پر بدنما داغ ہے۔

ان کوتاہیوں کا حل تربیت ہے، پولیس کی اخلاقی اور فکری تربیت کا ایک ایسا جامع پروگرام ہونا چاہیے، جو اس کی شخصیت کو ایک رحم دل انسان اور مظلوموں کے مددگار کی حیثیت سے پیش کرے، انھیں انسانی نفسیات کے بارے میں بتایا جائے، ظلم و جور کی قباحتیں ان پر واضح کی جائیں، انھیں ذہن نشیں کرایا جائے کہ ملزموں کے ساتھ ناروا

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سلوک اسے حقیقی معنوں میں ''مجرم'' بنا دیتا ہے، اصل مقصد انصاف قائم کرنا اور لوگوں کو ظلم سے بچانا ہے، اگر کسی انسان کے ساتھ ظلم و جور کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو پھر باغیانہ ذہن پروان چڑھتا ہے اور وہ ''تنگ آمد بہ جنگ آمد'' کے مصداق مرنے مارنے پر کمربستہ ہو جاتا ہے، اسی سے دہشت گردی وجود میں آتی ہے، اس لئے پولیس کی ظلم و زیادتی نہ صرف قانون کی پامالی اور اخلاقی قدروں کی خلاف ورزی ہے، بلکہ یہ جرائم میں اضافہ اور دہشت گردی کی پیدائش کا سبب بھی ہے، کاش! ہماری حکومتیں اس پر توجہ دیں۔ تربیت کے فقدان کا نتیجہ ہے کہ ایک سے زیادہ خود گورنمنٹ کے مقرر کئے ہوئے کمیشنوں نے پولیس کے رویہ کی مذمت کی ہے، اور انسانی حقوق کی تنظیمیں دہشت گردوں سے زیادہ ان ''سرکاری دہشت گردوں'' کی خونخواری کا رونا روتی رہتی ہیں، تربیت کے اس نظام میں جہاں قانون اور مجرموں کے سلسلہ میں معزز عدالتوں کی ہدایات کو شامل ہونا چاہئے، وہیں ماہر نفسیات، سماجی رہنماؤں اور مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے انسانیت دوست مذہبی اسکالروں کی بھی شرکت ہونی چاہئے، جو انھیں انسانی جان و مال اور عزت و آبرو کی اہمیت، رشوت ستانی اور ظلم و تعدی کی شناعت، نیز بغیر ظلم و زیادتی کے ملزمین سے ان کی غلطیاں اگلوانے کے طریقوں کے بارے میں آگاہ کریں، اور قانون کے محافظ کی حیثیت سے انھیں ایسے کردار کا حامل بنانے کی سعی کریں جو پریشان حال لوگوں کے درمیان مسیحا سمجھا جائے، نہ کہ غارت گر اور لٹیرا۔

عوام میں بھی شعور پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ حقیقی مجرموں کی پشت پناہی نہ کریں، وہ ظالموں کے لئے معاون نہ بنیں، بلکہ جو لوگ واقعی مجرم ہیں اور ان کے ظلم سے معاشرہ سسک رہا ہے، ان کو کیفر کردار تک پہنچانے میں قانونی اداروں کا تعاون کیا جائے، لوگ عام طور پر اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری ادا نہیں کرتے، اس کی وجہ سے معاشرہ میں ظلم و جور پنپتا ہے، پولیس اگر اپنے فرائض کو صحیح طور پر انجام دے، تو وہ عوام کی محسن ہے، کیوں کہ بہت سی دفعہ اسے مسلح مجرموں کا مقابلہ کرنے نیز عوامی املاک کو ان کی ستم انگیزوں سے بچانے کے لئے اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ عمل میں نکلنا پڑتا ہے، بعض دفعہ امن و امان کو قائم رکھنے کے لئے مسلسل ۲۴ گھنٹے ڈیوٹی انجام دینی پڑتی ہے، یہ کوئی معمولی خدمت نہیں ہے، اس لئے پورے طبقہ کے بارے میں ایک ہی طرح کی منفی رائے قائم کر لینا حقیقت پسندی کے خلاف ہوگا، عوام کو بھی چاہیے کہ وہ انصاف پسند اور ذمہ دار پولیس عہدیداروں کی حوصلہ افزائی کریں، انھیں اپنا محسن سمجھیں، اور سنجیدگی کے ساتھ ان تک عوامی جذبات پہنچائیں، کیوں کہ بہت سی دفعہ باہمی غلط فہمی کی وجہ سے ایسے واقعات پیش آجاتے ہیں، جو نفرت اور عناد کو جنم دینے کا باعث ہوتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[خطاب] مولانا محمد فیاض خان سواتی
[ضبط وترتیب] محمد حذیفہ خان سواتی

انسانی زندگی میں پانچ اہم چیزوں کی قدر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی، خُصُوْصاً عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِ، وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ نُجُوْمِ الْھُدٰی، اَمَّا بَعْدُ، فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ، بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ٥

تَبٰرَکَ الَّذِیْ بِیَدِہِ الْمُلْکُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ٥ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوۃَ لِیَبْلُوَکُمْ اَیُّکُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ط وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْغَفُوْرُ٥

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ، وَبَلَّغَنَا رَسُوْلُہُ النَّبِیُّ الْکَرِیْمُ، وَنَحْنُ عَلٰی ذٰلِکَ لَمِنَ الشّٰھِدِیْنَ وَالشّٰکِرِیْنَ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

محترم حاضرین وبرادرانِ اسلام وخواتین محترمات!

تمہید

میں نے آپ کے سامنے قرآنِ کریم انتیسویں پارہ میں سے ’’سورۃ الملک‘‘ کی ابتدائی دو آیات تلاوت کی ہیں، جن کی روشنی میں آج میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ انسان کی زندگی بہت اہم چیز ہے، زندگی میں پانچ چیزیں ایسی ہیں جن کی قدر ہر مسلمان مرد، عورت، نوجوان، بوڑھے اور ہر ایک کو کرنی چاہئے، جناب رسول اللہؐ نے اس بارے میں خصوصی تعلیم دی ہے، ان پانچ چیزوں کی قدر تب ہی ہوگی جب انسان اچھی فکر رکھے گا اور اس میں اچھے اعمال انجام دینے کا جذبہ ہوگا، تو اس طرح اللہ کی بات پر بھی عمل ہوگا اور نبی کی پیروی بھی ہوگی۔

تلاوت کردہ آیات کا ترجمہ ومفہوم

سب سے پہلے ان آیات کا ترجمہ ومفہوم عرض کروں گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں تَبٰرَكَ الَّذِیْ بہت ہی برکت والی ہے وہ ذات، وہ کون سی ذات ہے؟ وہ اللہ کی ذات ہے جو مالک وخالق ہے، بِیَدِهِ الْمُلْكُ جس کے ہاتھ میں بادشاہی ہے، حقیقی بادشاہی اللہ ہی کے ہاتھ میں ہے، دنیا کے بادشاہ عارضی ہوتے ہیں، جو کبھی نہ ختم ہونے والی دائمی بادشاہی ہے وہ صرف اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہے وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرُ اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے، وہ کون سی برکت والی ذات ہے؟ اَلَّذِیْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَیٰوةَ جس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا، اس زندگی اور موت کو پیدا کرنے کا مقصد کیا ہے؟ لِیَبْلُوَكُمْ اَیُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا تاکہ وہ تم کو آزمائے، تم کو پرکھے، تم کو جانچے کہ تم میں سے زیادہ اچھے عمل کرنے والا کون ہے، یہ انسانی زندگی کی حقیقت ہے، زندگی عارضی اور فانی ہے اور آزمائش کیلئے ہے، جو اس میں سرخرو ہوا وہی کامیاب ہوگا اور فرمایا وَهُوَ الْعَزِیْزُ اور وہ کمال قدرت کا مالک ہے، عزیز کا معنی کمال قدرت کا مالک، عزت دینے والا اور غالب ہے اَلْغَفُوْرُ وہ بخشنے والا ہے، معاف کرنے والا ہے۔

زندگی کی حقیقت

زندگی اور موت یعنی پیدا ہونا اور فوت ہونا، دو ایسی چیزیں ہیں کہ کوئی مرد ہو یا عورت، مسلمان ہو یا کافر، خواہ دہریہ ہی کیوں نہ ہو، کائنات میں اس کا کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا، یہ دو چیزیں سب پر واقع ہوتی ہیں، دنیا میں آج بھی ایک ایسا شخص نہیں ملے گا جو انسان کے پیدا ہونے کا منکر ہو اور کہتا ہو کہ انسان مرتا نہیں ہے، چنانچہ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ چیزیں پیدا کر دی ہیں، یعنی زندگی اور موت اور پھر ان کا مقصد بھی بیان کر دیا ہے تو پھر لوگ ان چیزوں کو دیکھتے اور سمجھتے ہوئے بھی اللہ کے حکم اور نبی کی تعلیم کی طرف نہ آئیں تو وہ اپنے پاؤں پر کلہاڑی مارنے والے اور خود اپنا نقصان کرنے والے ہیں اور وہ خود جہنم کے خریدار بن رہے ہیں، اللہ تعالیٰ جہنم میں نہیں بھیجنا چاہتا، وہ تو کہتا ہے کہ میں نے زندگی اور موت اس مقصد کیلئے پیدا کی ہے کہ تم کو آزماؤں کہ تم میں سے اچھے عمل انجام دینے والا کون ہے، اسی وجہ سے جناب رسول اللہ ﷺ نے انسان کی زندگی کی حقیقت دو الفاظ میں بیان کر دی ہے، حدیث کی تقریباً ساری کتابوں میں آتا ہے کہ انسان کو اس دنیا میں کس طرح رہنا چاہئے، فرمایا كُنْ فِی الدُّنْیَا كَاَنَّكَ غَرِیْبٌ اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ۔ (بخاری شریف) تو دنیا میں اس طرح رہ جیسے ایک مسافر ہوتا ہے، مسافر کا سفر میں کوئی حقیقی ٹھکانا نہیں ہوتا، ایک انسان کا پیدا ہونے سے سفر شروع ہوتا ہے اور موت اس کا پہلا اسٹاپ ہے، اس دوران انسان ایک مسافر ہے، یہ دنیا کی رہائشیں اور آبادیاں عارضی ہیں، حقیقی نہیں ہیں، حقیقی ٹھکانہ جنت یا جہنم ہے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

موت کے بعد برزخ اور قبر کی زندگی اس کا دوسرا اسٹاپ ہے، پھر اس کے بعد حشر میں زندگی گزارنی ہے وہ ایک علیحدہ اسٹاپ ہے، پھر اس کے بعد کامیاب ہونے والوں نے جنت میں جانا ہے اور ناکام ہونے والوں نے جہنم میں جانا ہے، جو آخری اسٹاپ، حقیقی مقام اور مستقل گھر ہے، اس سے پہلے پہلے جتنے بھی اسٹاپ آرہے ہیں سب عارضی ہیں اور سب سفر میں ہیں، کوئی مسافر راستے میں کسی اسٹاپ پر اترے اور اس کو وہ جگہ بڑی اچھی لگے تو وہ وہاں مستقل رہ نہیں سکتا، اپنا دل وہاں نہیں دے سکتا، اسے اپنے ہی گھر والے عارضی ٹھکانے میں جانا ہوتا ہے پھر یہ سفر چلتا رہتا ہے، اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ ہر انسان کو اس دنیا میں اپنے آپ کو مسافر سمجھنا چاہئے، اَوْ عَابِرُ سَبِیْلٍ یا راستہ عبور کرنے والا ہے، یعنی ایک راستے سے گزر رہا ہے۔

جنت اور جہنم کی باؤنڈری لائن

جناب رسول اللہؐ نے ایک اور حدیث مبارکہ میں اس بات کی حقیقت بھی بیان فرمادی کہ لوگ نیک عمل کیوں نہیں کرتے، اور برے عمل کیوں کرتے ہیں، یہ بڑی حقیقت ہے، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا حُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ وَ حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ۔ (بخاری شریف) جنت کے اردگرد ناپسندیدہ چیزوں کی باڑ لگائی گئی ہے، جنت کی باؤنڈری ایسی ہے کہ انسان کو پسند نہیں آتی، اور جہنم کی باڑ اور باؤنڈری لائن ایسی بنائی گئی ہے کہ ہر آدمی اس کی رغبت کرتا ہے، دو جملوں میں آپؐ نے ارشاد فرمایا، جنت میں جانا اتنا آسان نہیں ہے، اس کیلئے ناپسندیدہ باؤنڈری لائن کو کراس کرنا پڑے گا، وہ کیا ہے؟ وہ یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ، اس کے نبیوں پر ایمان لاؤ، اس کی کتابوں پر ایمان لاؤ، قیامت کے دن پر ایمان لاؤ، مرنے کے بعد دوبارہ اٹھنے پر ایمان لاؤ، اچھی بری تقدیر پر ایمان لاؤ، ایمانیات کی ساری باتیں اس میں آتی ہیں، ایک تو ہے عقل وفکر کے ساتھ، دوسرا ہے انسان کے جسم کے ساتھ، نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، زکوٰۃ دینا، حج کرنا، بھلائی کے امور اختیار کرنا، یہ جنت کی باؤنڈری لائن ہے، آپ دیکھتے ہیں، کیا لوگوں کا نماز پڑھنے کو جی چاہتا ہے؟ جنت کی باڑ یہ ہے، نماز پڑھ کر ہی اس کو کراس کرسکتا ہے، زکوٰۃ دینے کو جی چاہتا ہے؟ روزہ رکھنے کو جی چاہتا ہے؟ حج فرض ہوتا ہے، لیکن لوگ ساری ساری زندگی نہیں کرتے، نیکی کے امور میں سستی چھاجاتی ہے اور دل مردہ ہوجاتا ہے، یہ جنت کی باڑ ہے، جب تک ان کو کراس نہیں کرے گا جنت میں داخل نہیں ہوگا، جناب رسول اللہؐ نے ایک لفظ میں بتادیا، بعض روایتوں میں حُجِبَتْ اور بعض میں حُفَّتْ کا لفظ آیا ہے۔ جیسا کہ ترمذی کی روایت میں حُفَّتْ کا لفظ آیا ہے، معنی اور مفہوم دونوں کا ایک ہی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جہنم کے ارد گرد جو لائن، باؤنڈری اور باڑ ہے وہ شہوات کی ہے، انسانی خواہشات کی باڑ ہے، اللہ، رسولوں، کتابوں، اور آخرت کا انکار کردو، موت کو بھول جاؤ، اچھی بری تقدیر کا انکار کردو، نماز نہ پڑھو، روزہ نہ رکھو، زکوۃ نہ دو اور نیک اعمال انجام نہ دو، اس کی لائن اس طرح کراس ہوتی ہے، یہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے آزمائش کیلئے زندگی بنائی ہے۔

دوسری جگہ یہ بھی فرمایا قرآن کریم میں وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ۔ (الذاریات۔۵۶) جن اور انسان مکلّف مخلوقیں ہیں، جن سے حساب کتاب ہوگا، ہم نے ان کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا ہے، اصل مقصد یہ ہے۔

انسانی زندگی کی ایک مثال

یاد رکھیں کہ انسان کی زندگی کی مثال ایک برتن کی سی ہے، مثلاً ایک ڈول ہے، اس میں آپ دودھ، پانی، آبِ زمزم، شربت، روح افزاء، بوتلیں اور کوئی بھی اچھی چیزیں اور مشروبات ڈال سکتے ہیں، برتن تو برتن ہے اس میں جو بھی ڈالیں، دوسری طرف اسی برتن میں آپ چاہیں تو تیزاب، پیشاب، شراب یا کوئی بھی گندی چیز ڈال دیں، انسان کی زندگی کی مثال بھی اس برتن کی سی ہے، جس میں جو بھی ڈالنا چاہے ڈال سکتا ہے، اچھی چیز ڈالے گا تو یہ برتن پاک رہے گا اور بری چیز ڈالے گا تو برتن ناپاک ہو جائے گا۔

پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو

حضرت عمرو بن میمون اودیؒ تابعین میں سے ہیں، ان کی روایت کردہ ایک حدیث مبارکہ ہے جو امام ترمذیؒ نے اپنی حدیث کی کتاب ''جامع ترمذی'' میں مرسلاً نقل کی ہے، اور اس حدیث کو خطیب تبریزیؒ نے بھی اپنی حدیث کی مشہور کتاب ''مشکوٰۃ المصابیح'' میں نقل کیا ہے، مشکوٰۃ شریف کی حدیث ذرا تفصیل سے ہے، اس میں دو تین الفاظ زائد ہیں، میرے پیش نظر اس وقت مشکوٰۃ شریف کی حدیث ہے۔ مرسل روایت کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ درمیان میں ایک صحابی کا واسطہ چھوٹا ہوا ہے اور انہوں نے جناب رسول اللہؐ کے حوالے سے براہِ راست بیان کر دیا ہے، ایسی حدیث، جمہور کے ہاں حدیث کے فن میں قابلِ اعتبار ہوتی ہے، جناب رسول اللہؐ نے ایک آدمی سے کہا وَهُوَ يَعِظُهٗ نبی اکرمؐ اس آدمی کو وعظ فرما رہے تھے، تلقین کر رہے تھے، ترمذی شریف میں یہ الفاظ نہیں ہیں کہ آپؐ اس کو وعظ فرما رہے تھے، اس میں صرف یہ ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا۔

آپؐ نے فرمایا اِغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ پانچ چیزوں کو غنیمت سمجھو پانچ چیزوں کے آجانے سے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پہلے پہلے، ہر انسان مرد ہے یا عورت، جوان ہے یا بوڑھا، مسلمان ہے یا کافر، سب کی زندگی میں یہ پانچ باتیں آئیں گی، دنیا کا کوئی بھی مائی کا لعل اس کا انکار نہیں کرسکتا، یہ باتیں ہر انسان کے ساتھ پیش آنے والی ہیں۔

[۱] نوجوانی کو بڑھاپے سے پہلے

پہلی بات جناب رسول اللہؐ نے یہ ارشاد فرمائی شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ اپنی نوجوانی کو بڑھاپا آنے سے پہلے پہلے غنیمت سمجھو۔ سب سے پہلے جناب رسول اللہؐ نے نوجوانوں کو مخاطب فرمایا ہے، عمومی بات کی جارہی ہے، جوانی اور بڑھاپا بھی سب پر آتا ہے الا ماشاءاللہ، فرمایا کہ جوانی کو غنیمت سمجھو بڑھاپا آجانے سے پہلے پہلے۔

نوجوان اس بات پر غور کریں، میں مختصر بات کرتا ہوں، یہ بڑی توانائی کی عمر ہوتی ہے، اور ہماری امت کیلئے نوجوانی کا زمانہ بہت تھوڑا سا ہے، ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جناب رسول اللہؐ نے فرمایا میری امت میں اکثر لوگوں کی عمر ساٹھ اور ستر کے مابین ہے، خود آپؐ کی عمر بھی تریسٹھ سال ہوئی، فرمایا کم لوگ ایسے ہوں گے جو اس سے تجاوز کریں گے، اب نوجوان ذرا غور کریں اگر کسی کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے ساٹھ سال عمر دی ہے تو ان ساٹھ سالوں میں سے تقریباً پندرہ سال نابالغی کے زمانے میں گزر جاتے ہیں، جب انسان مکلّف ہی نہیں ہوتا، اس زمانے میں انسان کو پوچھ گچھ نہیں ہے، بلوغت جس کی حد پندرہ سال مرد کیلئے ہے، اس کے بعد انسان کی پوچھ گچھ شروع ہوجاتی ہے، ساٹھ میں سے پندرہ گزر گئے تو باقی کتنے رہ گئے؟ پینتالیس سال، اب ان پینتالیس سالوں کو دن اور رات کی صورت میں دو حصوں میں تقسیم کردیں تو باقی کتنے رہ گئے؟ ساڑھے بائیس سال، یعنی ہمارے پاس زندگی میں عمل کرنے کیلئے صرف ساڑھے بائیس سال ہیں، عمل دن کے وقت کرے گا، رات کو تو سویا ہوگا، نماز جاگتے ہوئے پڑھے گا، روزہ، سحری، افطاری اور باقی کام کاج سب جاگتے ہوئے کرے گا، اگر عمر سو سال ہوجائے گی تو کسی کو عمل کیلئے تیس پینتیس سال مل جائیں گے بس، یہ اتنی سی زندگی اور اتنی سی نوجوانی ہے، سابقہ امتوں کے لوگ بڑے طویل العمر ہوتے تھے، ہزار ہزار سال، دو دو ہزار سال، سینکڑوں سال عبادت بھی کرتے تھے، لیکن اس امت کو تھوڑی عمر اور تھوڑی جوانی ملی ہے، اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا اس کو اپنے بڑھاپے سے پہلے پہلے غنیمت سمجھو، بڑھاپا آیا ہی چاہتا ہے، آدمی سمجھتا ہے کہ کل کرلوں گا، پرسوں کرلوں گا، جب بوڑھا ہوجاتا ہے پھر کف افسوس ملتا رہ جاتا ہے۔

ایک اور حدیث مبارکہ کی طرف بھی نوجوانوں کو توجہ دلانا چاہتا ہوں جو ترمذی شریف میں موجود ہے، آپؐ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

نے فرمایا سات قسم کے آدمی ایسے ہیں کہ قیامت کے دن جس دن عرش الٰہی کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، اس سائے کے مستحق وہ سات آدمی ہوں گے جن میں سے ایک میرے موضوع سے متعلق ہے، فرمایا وَشَابٌ نَشَأَ بِعِبَادَةِ اللّٰہِ وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت سے پروان چڑھتا ہے، اللہ کی عبادت کرتے ہوئے پرورش پاتا ہے، وہ چھوٹی عمر میں ہی اپنے آپ کو عبادت میں ڈھال دیتا ہے، قیامت والے دن ایسے نوجوان کو عرشِ الٰہی کا سایہ نصیب ہو گا۔ ابتدائی زندگی لائن متعین کرنے کیلئے ہوتی ہے، بچوں کیلئے آپ دیکھتے ہیں کہ اس کی کیا لائن متعین کرنی ہے، اس کو ڈاکٹر، انجینئر، تاجر یا سیاستدان بنانا ہے، بچپن سے ہی ان کی تعلیم و تربیت ہوتی ہے، یہ بھی ضروری ہے، لیکن یہ چیزیں تو عارضی زندگی گزارنے کیلئے ہیں، اصل مقصد دوسری چیز ہے جو حقیقی زندگی گزارنے کیلئے ہے، وہ نوجوان خوش قسمت ہیں، قابل تعریف اور قابل احترام ہیں جو بچپن میں ہی اللہ کی عبادت کیلئے اپنے آپ کو مختص کر لیتے ہیں، اسی لیے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو۔

[۲] صحت کو بیماری سے پہلے

دوسری بات جناب رسول اللہؐ نے یہ ارشاد فرمائی وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سُقْمِكَ اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو۔ صحت اور بیماری بھی اللہ نے پیدا کی ہے، یہ سب آزمائش کے ذریعے ہیں، بعض لوگوں کو زندگی بھر کوئی بیماری لاحق نہیں ہوتی، یہ بھی اللہ کی طرف سے ہوتا ہے، صحت کی زندگی کو بھی غنیمت سمجھنا چاہئے، بیماری آجائے تو پھر وہ کام نہیں ہو سکتے جو صحت کے ساتھ ہو سکتے ہیں، اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے ایک دوسری حدیث مبارکہ میں فرمایا ہے جو ترمذی شریف میں موجود ہے نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ الصِّحَةُ وَالْفَرَاغُ دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ دھوکے میں مبتلا ہیں، فریب کا شکار ہے، ایک صحت اور دوسرا فراغت کا وقت، انسان یہ سمجھتا ہے کہ شاید میں ہمیشہ صحت مند رہوں گا، دھوکے میں مبتلا ہے، اور یہ بھی سمجھتا ہے کہ میں ہمیشہ فارغ رہوں گا، یہ دو بڑی نعمتیں ہیں ان کی قدر کرنی چاہئے، فرمایا کہ اپنی صحت کو اپنی بیماری سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو، بیماری آ گئی تو پھر صحت میں کیے جانے والے کام انجام نہیں دیے جا سکتے۔

[۳] فراغت کو مصروفیت سے پہلے

تیسری بات آپؐ نے یہ ارشاد فرمائی وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ اور تیرا فارغ ہونا تیرے مصروف ہو جانے سے پہلے پہلے، اس کو غنیمت سمجھو۔ فارغ وقت کا ملنا اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، اس میں انسان ذکر و اذکار کر لیتا ہے،

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

قرآن کریم کی تلاوت کر لیتا ہے، درود شریف پڑھ لیتا ہے، نوافل ادا کر لیتا ہے، خدا کو یاد کر لیتا ہے، آدمی یہ سوچے کہ میں ہمیشہ ہی فارغ رہوں گا ایسا نہیں ہوگا، انسان بسا اوقات کام کاج میں ایسا مصروف ہو جاتا ہے کہ نماز بھی وقت پر نہیں پڑھ سکتا، اسی وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اکثر لوگ دو نعمتوں میں دھوکے کے اندر مبتلا ہیں، ایک صحت اور دوسرا فراغت، لہٰذا اپنی فراغت کے وقت کو اپنی مشغولیت سے پہلے پہلے غنیمت سمجھنا چاہیئے۔ اس کو امام بخاریؒ نے اپنی ایک منظوم رباعی میں اس طرح سمجھانے کی کوشش کی ہے۔

اِغْتَنِمْ فِی الْفَرَاغِ فَضْلَ رُکُوْعٍ
فَعَسٰی اَنْ یَّکُوْنَ مَوْتُكَ بَغْتَةً
کَمْ صَحِیْحٍ رَأَیْتُ مِنْ غَیْرِ سُقْمٍ
ذَهَبَتْ نَفْسُهُ الصَّحِیْحَةُ فَلْتَةً

فرماتے ہیں فارغ وقت میں کچھ نفل وغیرہ زائد پڑھ لے نفلوں کی فضیلت سمجھ، اللہ کے سامنے کھڑے ہو کر گڑگڑا، شاید کہ تیری موت اچانک آجائے، آج ہم دیکھتے ہیں کہ نوجوان اچانک فوت ہو جاتے ہیں، فرماتے ہیں، میں نے بہت سے تندرست لوگوں کو دیکھا کہ ان کو کوئی بیماری اور تکلیف نہیں تھی، بڑے توانا اور صحت مند تھے، ان کا صحیح سالم وجود اچانک دنیا سے چلا گیا۔

لہٰذا اپنی فراغت کو اپنی مشغولیت سے پہلے پہلے غنیمت سمجھو۔ جب بھی کوئی فارغ وقت ملے اس کو اللہ کی عبادت میں لگانے کی کوشش کرو۔

[۴] غنا کو فقر سے پہلے

چوتھی بات جناب رسول اللہؐ نے یہ ارشاد فرمائی وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ اور اپنی مالداری کو اپنے محتاج ہونے سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو، مالدار یا فقیر ہونا اللہ کی طرف سے آزمائش ہے، مالداروں کو تنبیہ کی گئی ہے کہ اپنی مالداری کے زمانے کو اپنے فقر اور محتاجی سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو، ظاہر بات ہے کہ مالدار آدمی مال کے ساتھ بھی مالی عبادت کر سکتا ہے، فقیر نہیں کر سکتا، زکوٰۃ بھی مالدار دے گا، قربانی بھی مالدار دے گا، فطرانہ بھی مالدار دے گا وغیرہ، لیکن یاد رکھیں محتاج اور فقیر ہونے میں دیر نہیں لگتی، ارب پتی بھیک مانگنے پر مجبور ہو جاتے ہیں، دنیا نے دیکھا ہے، تاریخ گواہ ہے، اس وجہ سے اپنی مالداری کو اپنی محتاجی سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو۔ حضور نبی اکرمؐ نے اس بارے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

میں بھی بڑی تعلیمات دی ہیں، ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ انسان کہتا ہے مَالِیُ مَالِیُ میرا مال میرا مال، جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ انسان کے مال صرف تین ہیں، انسان کا ایک مال وہ ہے جو اس نے کھا لیا اور ختم کر دیا، کھانا بھی ضروری ہے، فرض ہے، اس کے ساتھ ہی انسان زندہ رہتا اور عبادات کرتا ہے، اور انسان کا دوسرا مال وہ ہے جو اس نے پہن لیا اور اس کو بوسیدہ کر کے ختم کر دیا، کپڑے بناتا ہے پہن پہن کر ختم کر دیتا ہے، تیسرا انسان کا وہ مال ہے جو اس نے اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے کسی کو دے دیا، مثلاً زکوٰۃ، صدقہ وخیرات وغیرہ، یہ تین قسم کے مال انسان کو فائدہ دیتے ہیں، باقی جو مال بچ جاتا ہے، فرمایا وہ دوسروں کا ہے جو پیچھے رہیں گے۔ اس وجہ سے جناب رسول اللہؐ نے فرمایا کہ اپنے غنا کو اپنے فقر سے پہلے پہلے غنیمت سمجھو۔

[۵] زندگی کو موت سے پہلے

پانچویں بات جناب رسول اللہؐ نے یہ ارشاد فرمائی وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو۔ زندگی اور موت اللہ تبارک وتعالیٰ نے پیدا کی ہیں، دنیا میں آج تک ایک آدمی بھی ان کا انکار نہیں کر سکا، موت ہر ایک پر آئے گی، اللہ کے برگزیدہ پیغمبروں کو آئی، اللہ کی مخلوقات میں سے سب سے افضل جناب رسول اللہؐ کو بھی آئی تو ماوشما کیا چیز ہوتے ہیں، لہٰذا زندگی کو موت سے پہلے پہلے غنیمت سمجھ لو۔

جناب رسول اللہؐ نے اس آدمی کو کہا کہ پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو، دعا فرمائیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو بھی ان پانچ چیزوں کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے، ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ان کے ذریعے ہمیں نیک اعمال انجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے اور انہی کے ذریعے اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔

نکاح کا اعلان

حاجی محمد عظمت اللہ مہر کے بیٹے اور حافظ محمد علی رضا کے بھائی احمد حسن کا نکاح ہے، جمعہ کی نماز کے بعد نکاح ہو گا۔ ترمذی شریف میں ہے حضورؐ نے فرمایا اَعْلِنُوْا هٰذَا النِّكَاحَ وَاجْعَلُوْهُ فِیُ الْمَسَاجِدِ اس نکاح کا اعلان کرو اور اس کو مسجدوں میں منعقد کرو، مسجد میں نکاح کا اس لیے فرمایا کہ یہ نیکی اور برائی کے امتیاز کیلئے ہے، ایک مرد اور عورت کا جائز تعلق نکاح کے ساتھ قائم ہوتا ہے، اس جائز مقصد کیلئے زیادہ سے زیادہ گواہ ہونے چاہئیں، اس موقع پر جو لوگ مسجد میں آتے ہیں وہ سارے گواہ ہو جاتے ہیں، اس کے مقابلے میں بدکاری اور زنا کی نفی کی گئی ہے جس کو

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آدمی چھپ کر کرتا ہے کہ کسی کو پتہ نہ چلے، اسی لیے فرمایا کہ یہ جائز کام اور سنت کام مسجد میں کرو تاکہ سارے لوگوں کو پتہ چلے اور سماج میں یہ رواج پائے۔

ایک اہم دینی مسئلہ

[س] ایک دوست کہتا ہے کہ منی پاک ہوتی ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

[ج] قرآن کریم میں اس کو مَـاءٍ مَّهِيْنٍ کہا گیا ہے، ناپاک پانی اور جناب رسول اللہؐ نے بھی اس کو پلید کہا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہم سب کو دین حق کی صحیح سمجھ نصیب فرمائے، اس پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کا خاتمہ ایمان پر فرمائے۔

سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ اَن لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ۔

(تاریخ خطبہ جمعۃ المبارک: ۲۷ مئی ۲۰۱۶ء)

وفیات

گزشتہ ماہ مندرجہ ذیل حضرات انتقال فرما گئے ہیں:

(۱) جامع مسجد نور کے نمازی حاجی حبیب صاحب،

(۲) قاری جمیل صاحب سابق مدرس شعبہ حفظ جامعہ نصرۃ العلوم،

(۳) مولانا عبداللطیف صاحب کے صاحبزادے مولانا محمد احمد شاہ شاہ کوٹ،

(۴) حضرت مولانا فقیر محمد شبلی صاحب مانسہرہ،

(۵) مولانا حافظ قاسم خان فاضل جامعہ نصرۃ العلوم کے بڑے بھائی ماجد ریاض خان گوبند گڑھ گوجرانوالہ۔

☆ ہم ان تمام خاندانوں سے تعزیت کرتے ہیں اور قارئین کرام سے ان کے حق میں دعائے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں، اللہ کریم ان تمام کی غلطیوں، کوتاہیوں کو درگزر فرما کر جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین (فیاض)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد حذیفہ خان سواتی

اخبار الجامعہ

[۱] ۱۲، فروری ۲۰۲۳ء بروز اتوار بعد از نماز ظہر جامعہ نصرۃ العلوم کی تفسیر قرآن کریم اور درس بخاری شریف کی سالانہ تکمیل کی ایک سادہ سی تقریب منعقد ہوئی، شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے حسب معمول جامعہ کے اساتذہ، معلمات اور کافی دیگر لوگوں کی موجودگی میں تفسیر و حدیث کا بڑے عالمانہ و فاضلانہ لیکن عام فہم اور دلنشین انداز میں اختتامی سبق پڑھایا، طلبہ و طالبات کو نصیحتیں فرمائیں اور آخر میں جامعہ کے سب سے معمر اور بزرگ استاذ حضرت مولانا عبد القیوم گلگتی صاحب کی رقت آمیز دعا کے ساتھ یہ محفل اختتام پذیر ہوئی۔

[۲] ۱۵، فروری ۲۰۲۳ء بروز بدھ صبح ۸ بجے سے دوپہر ۱۲ بجے کے دوران جامعہ نصرۃ العلوم کے تمام شعبہ جات کا سالانہ امتحان منعقد ہوا، ملک بھر سے آئے ہوئے پچاس سے زائد ممتحنین اور ممتحنات نے درس نظامی کے تمام درجات بنین و بنات، ترجمہ و تفسیر، تجوید، سبعہ عشرہ اور حفظ و ناظرہ کے تقریباً ایک ہزار طلبہ و طالبات کا تقریری امتحان لیا، امتحان لینے والے علماء اور فاضلات نے مجموعی طور پر جامعہ کی تعلیمی کارکردگی پر مکمل اطمینان کا اظہار فرمایا اور منتظمین، معلمین، معاونین اور بہی خواہوں کو ڈھیروں دعاؤں سے نوازا۔

[۳] جامعہ نصرۃ العلوم حسب سابق اس سال بھی وفاق المدارس العربیہ پاکستان کا گوجرانوالہ میں سب سے بڑا امتحانی سنٹر مقرر ہوا، جس میں جامعہ اور اس کے علاوہ دیگر کئی مدارس کے بھی کثیر طلبہ و طالبات نے امتحانات میں شرکت کی، یہ امتحانات ۱۸، فروری ۲۰۲۳ء کو شروع ہوئے اور ایک ہفتہ جاری رہے، اس دوران متعدد سرکاری افسران نے جامعہ کا وزٹ کیا اور اس کے امتحانی نظم و نسق کو دیکھ کر مسرت کا اظہار فرمایا۔

[۴] ۲۴، فروری ۲۰۲۳ء کو جامعہ نصرۃ العلوم کا سالانہ جلسہ دستار بندی نمازِ جمعہ کے متصل بعد حسبِ روایت مختصر مگر باوقار طریقہ پر منعقد ہوا، جس میں جامعہ کے معلمین و معلمات، طلبہ و طالبات اور عوام الناس کے ایک جم غفیر نے شرکت کی، مہمانِ خصوصی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغ و راہنما حضرت مولانا اللہ سایا صاحب حفظہ

اللہ نے ''آمدِ مہدیؒ اور نزولِ مسیحؑ '' کے موضوع پر مفصل اور وجد آفرین خطبہ جمعۃ المبارک ارشاد فرمایا، عربی خطبہ جمعۃ المبارک مہتمم جامعہ حضرت مولانا محمد فیاض خان سواتی صاحب دامت برکاتہم نے دیا اور نمازِ جمعہ بھی انہی کی اقتداء میں ادا کی گئی، بعد از نمازِ جمعہ ریاض سعودی عرب سے آمدہ مہمان حضرت قاری منیر احمد شاہد صاحب سابق مدرس شعبہ حفظ اور حضرت قاری وسیم اللہ امین صاحب آف قلعہ دیدار سنگھ نے تلاوتِ کلامِ پاک کا شرف حاصل کیا، متعلم جامعہ محمد حذیفہ اِسلام نے نعت رسول مقبولؐ پڑھنے کی سعادت حاصل کی اور ناظم جامعہ حضرت مولانا محمد ریاض خان سواتی صاحب نے نقابت کے فرائض انجام دیے، شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب نے طلبہء و طالبات کو اپنے مخصوص انداز میں تین گرانقدر الوداعی نصیحتیں فرمائیں، جو کہ اسی شمارہ کے حالات وواقعات میں ملاحظہ کی جاسکتی ہیں۔

اس کے بعد مہمانِ خصوصی حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے احباب کی فرمائش پر ایک بار پھر طلبہء و طالبات کو مختصر مگر پُر مغز وعظ ونصیحت فرمائی، بعد ازاں جامعہ سے فارغ التحصیل ہونے والے کثیر طلبہء و طالبات میں تقسیم اسناد اور دستار بندی کی گئی، بنات کے شعبہ میں تقسیم اسناد و چادر پوشی اہلیہ شیخ الحدیث حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب، بانی جامعہ مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید خان سواتیؒ کی خواہر نسبتی اور پرنسپل وصدر معلّمہ جامعہ نصرۃ العلوم للبنات اُمّ حذیفہ خان سواتی کے ہاتھوں ہوئی، آخر میں حضرت قاری منیر احمد شاہد صاحب کی رقت آمیز دعا کے ساتھ یہ مبارک تقریب حسبِ معمول نمازِ عصر سے قبل اختتام پذیر ہوگئی۔

[۵] تعلیمی سال کے اختتام پر جامعہ نصرۃ العلوم میں درس نظامی اور تجوید وقرأت کے شعبوں میں سالانہ تعطیلات دو ماہ شعبان و رمضان جاری رہیں گی، جبکہ باقی شعبہ جات حفظ وناظرہ اور مقامی تفسیر قرآن بنین وبنات کی تعلیم حسب معمول جاری رہے گی، اور عید الفطر کے بعد نئے تعلیمی سال کا آغاز ہوگا، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جامعہ نصرۃ العلوم کا عالمی اعزاز

ایران میں ۳۳ ممالک کے مابین منعقدہ عالمی مقابلہ حفظ القرآن الکریم میں قاری عمر خالد فاضل القراءات العشر جامعہ نصرت العلوم نے چوتھی پوزیشن حاصل کر لی ہے، فالحمدللہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

گفتگو: مولانا زاہد الراشدی

تحریر و ترتیب: حافظ کامران حیدر

خاوند کے ذمہ بیوی بچوں کے مالی حقوق

...... خاندانی نظام کے حوالے سے ایک نشست سے خطاب کا خلاصہ ......

بعد الحمد والصلوٰۃ!

قرآن کریم نے نکاح کے مقاصد یہ بیان کیے ہیں: ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین ولا متخذی اخدان، تین شرطیں ارشاد فرمائی ہیں۔ پہلی شرط یہ کہ ان تبتغوا باموالکم میاں بیوی کے تعلق میں خاوند بیوی کی تمام مالی ذمہ داریاں قبول کرے گا تو نکاح ہوگا۔ نکاح کے ساتھ میاں کو بیوی اور بیوی کے نتیجے میں حاصل ہونے والی اولاد سب کے خرچے کی ذمہ داری لینا ہوگی۔ اس میں مہر، نفقہ اور وراثت سب شامل ہیں۔ نکاح کے مقاصد میں دوسری شرط یہ ذکر فرمائی محصنین غیر مسافحین باقاعدہ گھر بساؤ گے، صرف شہوت اور خواہش پوری کرنا مقصد نہیں ہوگا۔ ولا متخذی اخدان تیسری شرط یہ لگائی کہ جو کچھ ہوگا آن ریکارڈ ہوگا، خفیہ طور پر دوستیاں نہیں ہوں گی۔

ایک عورت کسی کے نکاح میں آئی ہے تو اس کے سب اخراجات خاوند کے ذمہ ہیں، جو معروف اخراجات ہیں وہ خاوند نے دینے ہوں گے، وہ انکار نہیں کر سکتا۔ یہ ذمہ داری قبول کیے بغیر اگر نکاح کر لیا جائے تو بھی خاوند کے ذمہ میں واجب ہے۔ ایک آیت کریمہ میں یہ بھی بتایا ہے کہ نفقہ کا معیار کیا ہوگا؟ خاوند اپنی مالی حیثیت کے مطابق بیوی اور اولاد پر خرچ کرنے کا پابند ہے۔ اگر مالدار ہے تو اس حیثیت سے اور تنگ دست ہے تو اس حیثیت سے۔ یہاں یہ اصول بیان فرمایا اور حدیث میں بھی ہے کہ اگر خاوند اپنی حیثیت کے مطابق گھر والوں پر خرچ نہیں کرتا تو وہ زیادتی کر رہا ہے اور اگر بیوی اور اولاد اس کی حیثیت سے زیادہ مانگتے ہیں تو وہ زیادتی کر رہے ہیں۔ اگر خاوند مالدار ہے اور گھر میں خرچہ نہیں دے رہا تو یہ زیادتی، ظلم اور حق تلفی شمار ہوگا اور اگر خاوند مالی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اعتبار سے کمزور ہے، مگر گھر والے زیادہ مانگ رہے ہیں تو وہ زیادتی کر رہے ہیں۔ لینفق ذو سعة من سعته ومن قدر عليه رزقه فلينفق مما اٰتاه اللّٰه وسعت والا خاوند اپنی وسعت کے مطابق خرچہ کرے اور جس کا رزق تنگ ہے تو جو اللہ نے اس کو دیا ہے اس میں سے خرچ کرے۔

اس کے بعد فرمایا لا یکلف اللّٰہ نفسا الا ما اٰتها کہ اللہ تعالیٰ کسی معاملے میں کسی آدمی پر اس کی طاقت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتے۔ ہر معاملے میں یہی اصول ہے کہ اس کی حیثیت سے بڑھ کر اس پر ذمہ داری نہیں ڈالتے۔ اگر کسی آدمی کے پاس پیسے نہیں ہیں تو اس پر زکوٰۃ فرض نہیں ہے۔ اگر کوئی کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا تو اس پر قیام فرض نہیں ہے، بیٹھ کر پڑھ لے۔ اگر کوئی آدمی روزہ نہیں رکھ سکتا تو قضا کر لے۔ خرچے کے معاملے میں بھی اللہ تعالیٰ نے یہی اصول بیان فرمایا ہے کہ اگر مالی وسعت ہے تو اس کے مطابق خرچ کرو اور اگر تنگدستی ہے تو اس کے مطابق خرچ کرو۔ اللہ تعالیٰ آدمی کی وسعت کے مطابق پابندیاں لگاتے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا سیجعل اللّٰہ بعد عسر یسرا۔ حالات ایک جیسے نہیں رہتے، کچھ عرصہ تنگی کا گزرا ہے تو اس کے بعد آسانیاں بھی آتی ہیں۔ تنگ دستی آئے گی تو اس کے بعد آسانی بھی آئے گی اس لئے حیثیت کے مطابق خرچ کرتے رہو۔

یہ حیثیت کیا ہے؟ حیثیت کا تعین کون کرے گا؟ اس حوالے سے قرآن مجید نے یہ ذکر کیا ہے متاعا بالمعروف کہ اس ماحول اور علاقے میں جو خرچہ معروف ہے وہ دینا ہوگا۔ اس علاقے کے عرف کے مطابق گاؤں میں گاؤں کی حیثیت سے، شہر میں شہر کی حیثیت سے، امریکہ میں امریکہ اور برطانیہ میں برطانیہ کی حیثیت سے۔ پھر فرمایا حقا علی المتقین یہ خرچہ دینا اختیاری نہیں ہے، یا خاوند کا احسان نہیں ہے، بلکہ اس پر واجب ہے۔

علاقے کے عرف کے مطابق خاوند کے ذمے خرچہ دینا واجب ہوتا ہے۔ جیسا کہ اگر نکاح ہو جائے، ایجاب قبول ہو جائے لیکن مہر مقرر نہ ہوا ہو تب بھی مہر مثل واجب ہوتا ہے۔ اگر مقرر کیا ہو تو وہ دینا واجب ہے اور اگر مقرر نہ کیا ہو تو وہ مہر دینا واجب ہے جو اس عورت کے خاندان کی عورتوں کا عام طور پر مہر ہوتا ہے، اسے مہر مثل کہتے ہیں۔ نفقہ میں بھی جس ماحول میں رہتے ہیں اس کے عرف کا اعتبار ہوگا اور اگر خاوند بیوی اور اولاد کو خرچہ نہیں دے گا تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گنجائش دی ہے کہ بلا اجازت اس کے مال میں سے خرچہ وصول کیا جائے۔

حضرت ابوسفیانؓ اور ان کی اہلیہ حضرت ہندہؓ فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوئے تھے۔ حضرت ابوسفیانؓ سردار اور چودھری تھے لیکن مزاج کے لحاظ سے کچھ بخیل تھے۔ اس کا تعلق مزاج سے ہے، بعض لوگوں کے پاس

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

پیسے ہوتے ہیں لیکن خرچ کرنے کو جی نہیں چاہتا اور بعض لوگوں کے پاس نہیں ہوتے تب بھی خرچ کرنے کو جی چاہتا ہے کہ اگر ہوں تو خرچ کرو۔

یہ الگ بات ہے کہ بڑا چودھری وہی ہوتا ہے جس کا ڈیرہ بڑا ہو اور بڑا ڈیرہ وہ ہوتا ہے جہاں چائے، لسی اور حقہ ملے۔ جس ڈیرے پر یہ نہیں ملے گا وہاں کوئی نہیں جائے گا۔ یہ معاشرتی اصول ہے شہروں میں بھی اور دیہاتوں میں بھی۔ اس پر تاریخی واقعہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ بڑے آدمی تھے، خلافت کا اعلان کر دیا خلیفہ بن گئے۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ ان کے رشتہ دار اور قریبی تھے لیکن انہوں نے بیعت نہیں کی۔ ایک دفعہ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے ان سے شکوہ کیا کہ آپ نے بیعت نہیں کی تو انہوں نے کہا کہ آپ کھلاتے پلاتے نہیں ہیں تو بیعت کیوں کرتا۔ میں جس ڈیرے پر جاتا ہوں وہاں کھانے پینے کو ملتا ہے۔ اپنے اپنے علاقے کا رواج ہوتا ہے، کہیں چائے، کہیں حقہ، کہیں نسوار۔

اس پر ایک لطیفہ ذکر کر دیتا ہوں۔ 1970ء کی بات ہے۔ میرے پاس بنگلہ دیش کے ایک بزرگ حضرت مولانا شمس الدین قاسمی تشریف لائے۔ اس وقت بنگلہ دیش مشرقی پاکستان تھا۔ وہ مشرقی پاکستان میں جمعیت علماء اسلام کے سیکرٹری جنرل تھے۔ یہاں دورے پر آئے تو دو دن میرے پاس رہے۔ میں جو خدمت کر سکتا تھا اپنی حیثیت کے مطابق کی، پورا دن گزر گیا۔ انہوں نے کہا آپ نے ہماری مہمانی نہیں کی۔ میں نے کہا کہ میں نے تو اپنی حیثیت کے مطابق کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ کھانا، ناشتہ، چائے وغیرہ سب ٹھیک تھا لیکن آپ نے ہماری مہمانی نہیں کی۔ میں نے کہا بستر ٹھیک نہیں تھا؟ انہوں نے کہا کہ بستر بھی ٹھیک تھا جگہ بھی آرام کی تھی، سب کچھ ٹھیک تھا لیکن آپ نے ہماری مہمانی نہیں کی۔ میں سوچ میں پڑ گیا کہ کیا کمی رہ گئی ہے۔ تو وہ میری طرف دیکھ کر کہنے لگے کہ آپ نے پان تو کھلایا ہی نہیں۔ واقعتاً میں نے پورے دن میں ان سے پان کا نہیں پوچھا تھا اور بنگالیوں کے سب سے بڑی مہمانی پان ہوتا ہے جیسے پنجابیوں کے ہاں حقہ اور پٹھانوں کی نسوار۔ یہ علاقائی کلچر ہوتا ہے۔

حضرت ابوسفیانؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت ہندہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! ابوسفیان گھر کا خرچہ پورا نہیں دیتے۔ میرا اور میرے بچوں کا خرچہ تھوڑا بہت دیتے ہیں جو کافی نہیں ہوتا تو کیا میں ان کے مال میں سے اپنے طور پر کچھ نکال سکتی ہوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں نکال سکتی ہو۔ لیکن ساتھ شرط لگا دی بالمعروف کہ عرف کے مطابق جتنا خرچہ بنتا ہے وہ تم نکال سکتی ہو زیادہ نہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بتائے بغیر خاوند کی جیب ٹٹول سکتی ہو۔ یہ گنجائش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی اور معاملے میں نہیں دی۔ صاحب مال کی اجازت کے بغیر اس کے مال میں سے کچھ لینے کی اجازت کہیں اور نہیں ہے لیکن اس معاملے میں گنجائش دی ہے معروف کی شرط کے ساتھ۔

یہ واقعہ امام بخاریؒ نے نقل کیا ہے تو اس پر باب کیا قائم کیا ہے؟ ذرا دیکھیے، امام بخاریؒ نے یہ نہیں کہا کہ اگر خاوند خرچہ نہ دیتا ہو تو بیوی اس کے مال میں سے لے سکتی ہے، بلکہ یہ عنوان قائم کیا کہ مظلوم کو حق حاصل ہے کہ وہ ظالم سے اپنا حق چپکے سے وصول کر لے۔ اگر کوئی ظالم حق نہیں دے رہا تو مظلوم اس کے مال میں سے اپنا حق وصول کر سکتا ہے۔ اس عنوان کے تحت یہ واقعہ ذکر کیا ہے۔ جس کا مطلب یہ بنتا ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق گھر میں پورا خرچہ نہ دینے والے کو امام بخاریؒ ظالم کہہ رہے ہیں اور جس گھر میں بیوی بچوں کو خرچہ نہیں ملتا وہ مظلوم ہیں۔

گھر کا خرچہ دینا خاوند کے ذمہ ہے اور گھر کے کام کاج بیوی کے ذمہ ہیں۔ یہ تقسیم کار ہے، بیوی کام میں کوتاہی کرے گی تو زیادتی ہے اور خاوند خرچے میں کوتاہی کرے گا تو زیادتی ہے۔ خرچے کا اصول قرآن مجید نے یہ ذکر کیا کہ خاوند اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے گا۔ اگر اللہ نے وسعت دی ہے تو اپنی وسعت کے مطابق خرچ کرے۔ اگر ارب پتی ہے تو اپنے معیار، اپنے اسٹیٹس، معاشی حیثیت اور اپنی وسعت و گنجائش کے مطابق گھر والوں پر خرچ کرے۔ اور دوسری طرف سے یہ کہا کہ جس کا رزق تنگ ہے اسے جو اللہ نے دیا ہے اس میں سے اپنی حیثیت کے مطابق خرچ کرے اور حیثیت کا تعین بھی قرآن مجید نے کر دیا کہ بالمعروف۔ ماحول اور عرف کے مطابق خاوند نفقہ دے گا۔ قرآن مجید نے نکاح کے ساتھ ہی یہ شرط لگا دی ان تبتغوا باموالکم کہ جس عورت سے نکاح کرنا ہے اس کی مالی ذمہ داریاں قبول کر کے نکاح کرو گے۔

مالی ذمہ داریوں میں مہر، نفقہ کے بعد تیسرا دائرہ وراثت کا ہے کہ عورت کو خاوند کے فوت ہونے کی صورت میں وراثت ملے گی۔ باپ فوت ہو تب بھی اور بعض صورتوں میں بیٹا یا بھائی فوت ہو تب بھی عورت کو وراثت ملے گی۔ وراثت کے مسائل میں یہ بات عرض کرتا ہوں کہ وراثت کے مسائل بدلتے رہتے ہیں شرعاً نہیں بلکہ صورتاً۔ رشتہ داروں کی فہرست کے مطابق حصے طے ہوں گے۔ اس فہرست کے بدلنے سے حصے بدلتے رہتے ہیں۔ مثلاً اگر اولاد نہیں ہے تو خاوند کی جائیداد میں بیوی کا چوتھا حصہ ہے اور اگر اولاد ہے تو آٹھواں حصہ ملے گا۔ بیوی فوت ہو جائے، اولاد نہ ہو تو خاوند کو اس کی آدھی جائیداد ملے گی، اولاد ہونے کی صورت میں خاوند کو چوتھا حصہ ملے گا۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

وراثت میں حصے بدلتے رہتے ہیں اس لیے یہ مشکل مسئلہ ہے لہٰذا جب بھی وراثت تقسیم کریں تو اپنے طور پر نہ کریں، بلکہ ورثاء کی فہرست بنا کر کسی ذمہ دار مفتی صاحب سے پوچھیں کہ اس صورت میں شریعت کیا کہتی ہے کس کا کتنا حصہ بنتا ہے؟ میں وراثت کے مسئلے کو ہاتھ نہیں لگایا کرتا بلکہ کہتا ہوں کہ کسی تجربہ کار اور ماہر مفتی صاحب جو اس طرح کے مسئلہ حل کیا کرتے ہیں ان کے پاس جا کر، ان سے رشتہ داروں کی ساری فہرست بیان کر کے پوچھا جائے۔ وہ شریعت کے مطابق طے کرے گا کہ کس کا کتنا حصہ بنتا ہے۔

ہمارے ہاں وراثت کے مسئلے میں بہت کوتاہی ہوتی ہے۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دور میں یہاں عورت کو وراثت ملتی ہی نہیں تھی انہوں نے اس پر بہت لکھا ہے۔ حضرت تھانویؒ نے پشاور سے کلکتہ تک باقاعدہ کمپین کی، علماء کی ڈیوٹی لگائی اور باقاعدہ مہم چلائی گئی کہ عورتوں کو وراثت میں حصہ دو۔ علماء لوگوں کے پاس جاتے تھے جیسے تبلیغی جماعت والے لوگوں کے پاس جاتے ہیں۔ اس مسئلے کا زیادہ ہدف پنجاب ہے۔ ہمارے ہاں اب بھی بہن کو حصہ نہیں ملتا اور بیٹی کو وراثت نہیں ملتی۔ ہم نے وراثت نہ دینے کے کئی بہانے بنا رکھے ہیں کہ اسے جہیز دے دیا تھا، اب اور کیا مانگتی ہے، یا اس نے معاف کر دیا ہے۔ یہ ہمارے دو پکے بہانے ہیں۔ یہ دونوں بہانے شرعاً غلط ہیں۔ جو عورت کا حصہ بنتا ہے وہ اس کا حق ہے جو اسے ملے گا۔ اگر عورت کو وراثت میں حصہ نہیں دیا جائے گا تو ترمذی شریف کی روایت ہے۔ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں جس نے وارثوں میں سے کسی کو دنیا میں حصہ نہیں دیا تو قیامت کے دن پہلے کٹوتی کر کے اس کو حصہ دلواؤں گا باقی حساب بعد میں کروں گا۔ میں اسے یوں بیان کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ وراثت کا حصہ میں نے مقرر کیا ہے تو تم کون ہوتے ہو نہ دینے والے۔ خود دے دو، ورنہ میں دلوا دوں گا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اگر نکاح کرنا ہے تو مالی ذمہ داریاں قبول کر کے نکاح کرو گے اور مالی ذمہ داریوں میں مہر دینا پڑے گا، نفقہ کی ذمہ داری لینا پڑے گی اور وفات کی صورت میں تیسرا دائرہ وراثت کا ہے وہ بھی عورت کو ملے گی۔ میں نے خاندانی نظام کے حوالے سے اصولی بات یہ ذکر کی ہے کہ خاندان میں گھر کے معاملات اور انتظام عورت کی ذمہ داری ہے جبکہ بیوی بچوں کے سارے اخراجات خاوند کے ذمہ ہیں جس کی مختلف صورتیں ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا محمد فیاض خان سواتی

.... تعارف، کارکردگی، اہداف ....

جامعہ نصرۃ العلوم بنین و بنات گوجرانوالہ

جامعہ کی بنیاد

مفسر قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید خان سواتیؒ نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور گوجرانوالہ کے مخلص علم دوست احبابِ کرام کی خصوصی نصرت اور تعاون سے جامعہ نصرۃ العلوم اور جامع مسجد نور کی بنیاد ۱۹۵۲ء میں رکھی، موہن رائے نامی ایک ہندو کے مملوکہ جوہڑ کے کنارے ایک کچا کمرہ تعمیر کر کے اس منصوبہ کا آغاز فرمایا، اور پھر وہی اس کے پہلے امام، خطیب، مدرس، معلم، سرپرست اور مہتمم بھی قرار پائے، نصف صدی تک انہوں نے اس مسجد میں خطابت فرمائی اور ۱۹۹۰ء میں شدید علالت کے باعث انہوں نے اہتمام سے سبکدوشی اختیار فرمائی اور پھر ۶ اپریل ۲۰۰۸ء میں اپنی عمر مستعار کو پورا کرنے کے بعد اللہ کریم کی بارگاہ میں پیش ہو گئے۔

اللہ رب العزت نے اس سرزمین کو اپنے خصوصی فضل و کرم سے شرف قبولیت سے نوازا اور رفتہ رفتہ یہ گوجرانوالہ کی سب سے بڑی جامع مسجد نور المعروف چھپڑ والی مسجد اور جامعہ نصرۃ العلوم پاکستان کے چند قابل قدر دینی مدارس کی صف اول میں کھڑا ہو گیا، جس کا فیض پاکستان کے علاوہ دنیا کے کئی براعظموں میں پھیل چکا ہے۔

فالحمد للّٰہ کثیراً علیٰ ذٰلك۔

جامعہ نصرۃ العلوم کا مختصر تعارف، خدمات اور منصوبہ جات درج ذیل ہیں۔

مدرسین وخادمین

۱۹۹۱ء میں بندہ فقیر محمد فیاض خان سواتی کے زیر اہتمام اس وقت جامعہ میں اپنے اپنے فن کے ماہر ۴۲ معلمین و معلمات مختلف شعبہ جات میں جبکہ دیگر عملہ میں ۳۳ افراد خدمات انجام دے رہے ہیں یوں جامعہ نصرۃ العلوم کا کل عملہ ۷۵ افراد پر مشتمل ہے، جامعہ کے صدر المدرسین اور ناظم تعلیمات کے منصب پر شیخ الحدیث والتفسیر، جانشین امام

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اہل السنہؒ مفکر اسلام حضرت مولانا علامہ ابوعمار زاہد الراشدی مدظلہ (صدارتی تمغۂ امتیاز) فائز ہیں۔

جامعہ کے تعلیمی شعبہ جات

[۱] شعبہ تحفیظ القرآن الکریم:

یہ دو شعبے ہیں، بچوں کیلئے علیحدہ اور بچیوں کے لیے علیحدہ، یہ شعبے صرف مقامی بچوں اور بچیوں کیلئے ہیں۔

[۲] شعبہ تجوید القرآن الکریم:

روایت امام حفصؒ کے مطابق یہ شعبہ صرف طلبہ کیلئے ہے جس کی مدت تعلیم دو سال ہے، یہ مقامی اور بیرونی طلبہ سب کیلئے ہے۔

[۳] شعبہ سبعہ عشرہ:

یہ شعبہ مقامی اور بیرونی طلبہ کے لئے ہے، جس کا کورس دو سال میں مکمل ہوتا ہے۔ اور اس میں صرف روایت امام حفصؒ کے مستند قراء کو داخلہ دیا جاتا ہے۔

[۴] شعبہ تعلیم الاطفال:

یہ شعبہ صرف مقامی طلبہ کے لئے ہے، جس میں میٹرک پاس طلبہ کو داخلہ دیا جاتا ہے اور دو سال میں انہیں قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر پڑھائی جاتی ہے۔

[۵] شعبہ تعلیم النسواں:

یہ شعبہ صرف مقامی بچیوں کو حفظ و ناظرہ، تفسیر و حدیث کی تعلیم دیتا ہے۔ جس میں دو سو کے لگ بھگ بچیاں تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

[۶] جامعہ نصرۃ العلوم للبنات:

اس شعبہ میں حفظ اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب تعلیم کے مطابق دورۂ حدیث تک طالبات کو تعلیم دی جاتی ہے۔ اور وفاق المدارس العربیہ کے تحت ان کے امتحانات ہوتے ہیں۔ اس شعبہ میں تعلیم حاصل کرنے والی ڈیڑھ سو سے زائد طالبات جامعہ کے ہاسٹل میں ہی مقیم ہوتی ہیں اور اس شعبہ کی تعداد بحمد اللہ تعالیٰ مسلسل بڑھتی چلی جا رہی ہے۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

[۷] شعبہ درس نظامی:

یہ جامعہ کا سب سے بڑا شعبہ ہے جس میں درجہ اعدادیہ سے درجہ عالمیہ دورۂ حدیث شریف تک تمام شعبہ جات وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب تعلیم کے مطابق پڑھائے جاتے ہیں، اس شعبہ میں کم از کم پرائمری پاس طالب علم کو لیا جاتا ہے اور پھر گیارہ سال کے عرصہ میں دورۂ حدیث شریف تک اسے تعلیم سے روشناس کرایا جاتا ہے، اگر کوئی طالب علم مڈل یا میٹرک پاس ہو تو اس کے ابتدائی تین سال کم ہو جاتے ہیں، اس شعبہ میں ہر سال تین سو سے زائد طلبہ کرام کو داخلہ دیا جاتا ہے جو جامعہ کے ہاسٹل میں ہی قیام پذیر ہوتے ہیں اور ان کا کھانا اور دیگر تمام ضروریات کا جامعہ ہی کفیل ہوتا ہے۔

جامعہ کی اسناد

جامعہ کے تمام شعبہ جات سے تعلیم مکمل کرنے والے طلبہ و طالبات کو کامیاب ہونے پر حفظ، تجوید، سبعہ عشرہ، تفسیر اور عالمیہ کی اسناد دی جاتی ہیں اور جامعہ کی طرف سے وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے امتحان میں شرکت کرنے والے طلبہ و طالبات کو کامیاب ہونے کی صورت میں وفاق بھی درجہ متوسطہ (مساوی مڈل) ثانویہ عامہ (مساوی میٹرک) ثانویہ خاصہ (مساوی ایف اے) عالیہ (مساوی بی اے) موقوف علیہ اور عالمیہ دورۂ حدیث شریف (مساوی ایم اے عربی و ایم اے اسلامیات) کی اسناد جاری کرتا ہے بحمد اللہ تعالیٰ گزشتہ کئی سالوں سے وفاق المدارس کے امتحانات میں جامعہ کی طرف سے شرکت کرنے والے طلبہ و طالبات کا مجموعی رزلٹ سو فیصد کے قریب رہا ہے۔

داخلے کا آغاز

شعبہ حفظ میں تو داخلہ ہر وقت جاری رہتا ہے، البتہ شعبہ تجوید و سبعہ عشرہ و تفسیر اور درس نظامی برائے طلبہ و طالبات کا داخلہ ہر سال ۷ شوال سے ۱۷ شوال تک جاری رہتا ہے اور پھر ۱۸ شوال سے باقاعدہ تعلیم کا آغاز ہو جاتا ہے، یوں رجب المرجب کے آخر تک تعلیم جاری رہتی ہے اور پھر درس نظامی، تجوید، سبعہ عشرہ کے شعبوں کو شعبان اور رمضان دو ماہ کی سالانہ تعطیلات ہوتی ہیں، جبکہ باقی شعبہ جات میں تعلیم جاری رہتی ہے۔

امتحانات

جامعہ نصرۃ العلوم میں داخلہ کے تقریری امتحان کے علاوہ تین امتحانات اور بھی ہوتے ہیں، سہ ماہی، ششماہی اور سالانہ، سالانہ امتحان تقریری اور سہ ماہی، ششماہی امتحانات تحریری ہوتے ہیں۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

جامعہ کی لائبریری

جامعہ نصرۃ العلوم کی ایک عظیم تین منزلہ لائبریری ہے جس میں تقریباً چالیس ہزار درسی وغیر درسی، عربی، فارسی، اردو اور انگلش کتب کا ذخیرہ ہے لیکن بہت سی اہم کتب اور شروحات ابھی وسائل کی کمی کے باعث میسر نہیں ہیں۔

دارالافتاء

عوام الناس کو درپیش دینی مسائل میں ان کی راہنمائی کیلئے دارالافتاء بھی کام کر رہا ہے جس سے اب تک تقریباً بائیس ہزار فتاویٰ جاری ہو چکے ہیں، جن کا باقاعدہ ریکارڈ بھی موجود ہے۔

ادارہ نشر واشاعت

اس شعبہ سے اب تک ڈیڑھ سو سے زائد علمی وتحقیقی اور اصلاحی کتب مختلف اوقات میں شائع ہو چکی ہیں اور ابھی ادارہ بہت سی نایاب اور اہم کتب شائع کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ماہنامہ نصرۃ العلوم

نومبر ۱۹۹۵ء سے جامعہ کا دینی، مسلکی، تبلیغی، تحقیقی، اصلاحی اور تعلیمی ترجمان ماہنامہ نصرۃ العلوم بھی باقاعدگی سے جاری ہے، احقر اس کا ایڈیٹر ہے، یہ رسالہ ہر شمسی ماہ کی یکم تاریخ کو شائع ہو کر ملکی وغیر ملکی قارئین تک پہنچتا ہے، ۲۵۰ روپے چندہ کی صورت میں اس کی سالانہ ممبر شپ حاصل کی جا سکتی ہے۔

کمپیوٹر سیکشن

جامعہ کا کمپیوٹر سیکشن بھی ہے جو فی الحال محدود سطح پر کام کر رہا ہے، جدید دور کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اسے بھی ترقی دینے کا پروگرام ہے۔

اصلاح اللسان

اس شعبہ میں طلبہ کرام کو ایک استاذ کی نگرانی میں تقریری مشق کرائی جاتی ہے اور اختتام سال پر طلبہ کے مابین تقریری مقابلہ بھی کرایا جاتا ہے۔

جامعہ کی تعلیمی خدمات

جامعہ نصرۃ العلوم کے مختلف شعبہ جات سے تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد ایک لاکھ سے بھی متجاوز ہے جو پاکستان کے علاوہ مشرق سے مغرب تک دنیا کے کئی ممالک مثلاً افغانستان، ایران، انڈیا، بنگلہ

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

دیش، مقبوضہ و آزاد کشمیر، برطانیہ، امریکہ، تھائی لینڈ، افریقہ، مراکش، سعودی عرب، روس، ملائشیا، فجی، آئی لینڈ، آسٹریلیا اور برما وغیرہ میں تعلیم و تبلیغ دین کے فرائض انجام دے رہے ہیں۔ اب چند سالوں سے ملکی حالات کے پیش نظر غیر ملکی طلبہ کا داخلہ سرکاری اجازت اور پاسپورٹ اور ویزہ کے ساتھ مشروط ہے۔

سالانہ کارکردگی رپورٹ

جامعہ میں اس سال تعلیم حاصل کرنے والے جملہ طلبہ وطالبات کی مجموعی تعداد ایک ہزار سے متجاوز ہے جن میں ۴۲ علماء کرام، ۱۹ قراء، ۱۸ حفاظ، اسبعہ عشرہ، ۶ مقامی ترجمہ وتفسیر طلبہ، اور ۲۱ طالبات نے امتحان میں کامیابی حاصل کر کے سند فراغت حاصل کی ہے جن میں ۱۳ عالیہ، اور ۸ نے قرآن کریم حفظ کرنے کی سعادت حاصل کی ہے، یہ طلبہ وطالبات پاکستان کے مختلف علاقوں سے تعلق رکھتے ہیں اور اب فراغت کے بعد حسب استطاعت خدمت دین انجام دیں گے، ان شاء اللہ تعالیٰ۔

جامعہ نصرۃ العلوم کے اعزازات

حسب سابق اس سال بھی حفظ وتجوید، تحریر اور تقریر کے متعدد مقابلوں میں جامعہ کے طلبہ نے کئی مقامی اور آل پاکستان کی سطح کے مقابلوں میں نمایاں پوزیشنیں حاصل کی ہیں۔

جامعہ نصرۃ العلوم کا خصوصی اعزاز

جامعہ نصرۃ العلوم کے نصاب تعلیم میں بعض ایسی کتب بھی شامل ہیں جو دیگر مدارس میں نہیں پڑھائی جاتیں مثلاً

☆ دورۂ حدیث شریف کے طلبہ کیلئے تقابل ادیان کے موضوع پر تیاری کرانا اور ان سے مقالہ لکھوانا۔

☆ امام شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مایہ ناز کتاب ''حجۃ اللہ البالغۃ'' کی تدریس۔

☆ اور سب سے اہم یہ کہ دو سال میں قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر کا پڑھایا جانا۔

گو کہ قرآن کریم کا ترجمہ وتفسیر وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے نصاب تعلیم کے تحت بھی طلبہ کرام چار سالوں میں سبقاً سبقاً پڑھ لیتے ہیں لیکن یہ صرف جامعہ نصرۃ العلوم کا ہی طرۂ امتیاز ہے کہ یہاں درجہ اولیٰ سے دورۂ حدیث شریف تک تعلیم حاصل کرنے والا باذوق طالبعلم چھ مرتبہ دورہ تفسیر قرآن کریم کی تعلیم حاصل کر چکا ہوتا ہے۔

جامع مسجد نور

جامعہ نصرۃ العلوم کے زیر اہتمام گوجرانوالہ شہر کی ایک عظیم الشان جامع مسجد نور بھی ہے اور احقر ہی اس کا خطیب

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اور منتظم ہے، اس مسجد کا فنڈ جامعہ کے فنڈ سے علیحدہ ہے، اس میں جمعۃ المبارک کا ایک بڑا عوامی اجتماع ہوتا ہے، مسجد کا ابھی کچھ تعمیری کام باقی ہے، اصحاب خیر اس میں بھی حصہ لیکر جنت میں اپنا گھر بنا سکتے ہیں، جامع مسجد نور کا سالانہ خرچ تقریباً چالیس لاکھ روپے ہے۔

ترقیاتی منصوبہ جات

جامعہ نصرۃ العلوم کے ترقیاتی منصوبہ جات میں درجہ ذیل اہداف پیش نظر ہیں۔

۱۔ تخصص فی الفقہ والحدیث والتفسیر والدعوۃ والارشاد کیلئے ایک علیحدہ شعبہ کا قیام۔

۲۔ انٹرنیٹ پر ویب سائٹ کے ذریعہ جامعہ کا تعارف اور کتب وتحریرات وفتاویٰ کیلئے علیحدہ شعبہ کا قیام۔

۳۔ مدرسین کی رہائشگاہوں اور اسباق کے لئے درسگاہوں کی تعمیر۔

۴۔ جامعہ کی ضروریات کیلئے ایک ڈسپنسری کا قیام۔

۵۔ طالبات کے ہاسٹل میں روز بروز بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ہاسٹل کی توسیع کرنا۔

۶۔ اور روز بروز بڑھتی ہوئی مہنگائی کی وجہ سے جامعہ میں ایک وسیع پیمانہ پر بجلی کے لیے سولر سسٹم کا منصوبہ سرفہرست ہے۔

سالانہ اخراجات

جامعہ نصرۃ العلوم و جامع مسجد نور کے تمام شعبہ جات کے سالانہ اخراجات اڑھائی کروڑ روپے سے زائد ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور آپ حضرات کے پرخلوص تعاون سے پورے ہوتے ہیں لیکن دینی مدارس کے خلاف ملکی و بین الاقوامی پراپیگنڈہ مہم کے اس پرفتن دور اور کمر توڑ مہنگائی میں ترقیاتی منصوبہ جات اور بہت سی ناگزیر ضروریات کا پورا ہونا تو درکنار معمول کا خرچ پورا ہونا بھی دشوار ہے، امسال آخر میں اخراجات پورا کرنے کے لئے قرضہ لینے کی نوبت بھی آئی، جس کیلئے اصحاب خیر سے بھرپور تعاون کی اپیل ہے، اور ان سے اپنی حلال کمائی میں سے جامعہ کے سالانہ اور ماہانہ معاون ممبر بننے کی درخواست ہے۔

آخری گزارش

آپ نے جامعہ نصرۃ العلوم اور جامع مسجد نور کا تعلیمی، تعمیری اور تبلیغی کارکردگی کا مختصر سا خاکہ ملاحظہ فرمایا، آپ کا یہ عظیم اور قدیم ادارہ ایک تو حکومت سے گرانٹ نہیں لیتا اور دوسرا تمام فرق باطلہ اور حاسدین کی

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آنکھوں کا کانٹا بھی ہے، اسی لئے اس کے خلاف بے جا منفی پراپیگنڈا اور اس کے راستہ میں رکاوٹ ڈالنے کے مختلف منصوبے بھی بنتے رہتے ہیں، گزشتہ پانچ سال سے سرکار نے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کی کھالیں جمع کرنے پر بھی پابندی عائد کی ہوئی ہے جس کی وجہ سے سالانہ بجٹ بہت زیادہ متاثر ہوا ہے، لیکن یہ چونکہ کسی کا ذاتی کام نہیں ہے صرف خداتعالیٰ کے دین کے قیام کا ایک ذریعہ ہے، لہٰذا اس کی حفاظت بھی اللہ کریم ہی فرماتا ہے، اسی لئے تعاون کے مواقع پر عموماً ہم اپنے تمام احباب اور بہی خواہوں سے درخواست کیا کرتے ہیں کہ وہ خود جامعہ میں تشریف لا کر سرپرستی فرماتے ہوئے اس کی کارکردگی اور ضروریات کا مشاہدہ کریں تاکہ انہیں پتہ چلے کہ کیا کیا مشکلات اور ضروریات درپیش ہیں اور اتنا بڑا ادارہ چلانے کیلئے کس قدر وسائل درکار ہیں، ہم بھرپور امیدوار ہیں کہ آپ اس جاں گسل اور اہم ترین مشن میں ہمارا پورا ساتھ دیں گے اور حسب توفیق دامے ،درمے، قدمے، سخنے نیز اپنے حلال وطیب مال میں سے زکوٰۃ، صدقات، خیرات، عطیات اور چندہ جات کی صورت میں تعاون فرما کر اللہ کے ہاں اجر پائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو دنیا وآخرت کی جملہ بھلائیاں اور کامیابیاں نصیب فرمائے، آمین یارب العالمین۔

== والسلام ==

احقر محمد فیاض خان سواتی

مہتمم جامعہ نصرۃ العلوم وخطیب ومنتظم جامع مسجد نور

فاروق گنج گوجرانوالہ (شعبان ۱۴۴۴ھ)

فون جامعہ: 055-4218530

موبائل، واٹس ایپ: 0300-6463559

(نوٹ) جامعہ نصرۃ العلوم کا اس وقت کوئی بنک اکاؤنٹ نہیں ہے، اس لئے مقامی حضرات براہِ راست اور دیگر مقامات سے تعلق رکھنے والے بذریعہ منی آرڈر تعاون فرما سکتے ہیں۔

......☆......☆......☆......☆......

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

مولانا ابوبکر حنفی شیخوپوری

نزولِ مصائب اور رفع مصائب

مصائب وآلام اور تکالیف وحوادث انسانی زندگی کا لازمی حصہ ہیں، اس فانی دنیا میں عمرِ عزیز کی چند ساعتیں عیش کی گھنی چھاؤں میں بڑے سکون سے گذرتی ہیں اور کچھ گھڑیاں رنج کی جھلساتی ہوئی دھوپ میں کٹ جاتی ہیں، حیاتِ مستعار کے آنگن میں کبھی مسرتیں ڈیرے ڈال کر لمحات کو خوشگوار بنا دیتی ہیں تو کبھی غم واندوہ کے جھکڑ خوشیوں کے آشیانے کو تنکا تنکا کر دیتے ہیں، رنج والم سے عبارت یہ زندگی کی ہچکولے کھاتی ہوئی کشتی اپنے دامن میں زمانے کی تلخ وشیریں یادیں لئے ہوئے آخر موت کے ساحل پر لنگر انداز ہو جاتی ہے۔ یہ سفرِ حیات اتنا کٹھن کیوں ہے؟ مصیبتیں کیوں انسان کو گھیر لیتی ہیں؟ خدا تو اپنے بندے سے ستر ماؤں سے بڑھ کر پیار کرتا ہے پھر انہیں آزمائش کی چکی میں کیوں پیتا ہے؟ اس سوال کا جواب پانے کے لئے بنیادی طور پر یہ ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالی نے قرآنِ کریم میں جا بجا اپنی صفت حکیم ذکر فرمائی ہے اور حکیم ایسی ذات کو کہا جاتا ہے جس کا کوئی فعل حکمت سے خالی نہیں ہوتا لہذا آفات وبلیات کے نازل ہونے میں بھی اس کے حکیمانہ فیصلے اور دانشمندانہ امر کو دخل ہوتا ہے۔ اب وہ کون سے اسباب ووجوہات اور کیا مصلحتیں ہیں جن کی وجہ سے بلائیں اترتی ہیں؟ تو قرآن وسنت کے علوم کی روشنی میں اہلِ علم نے پانچ وجوہات کا تعین کیا ہے۔

نزولِ مصائب کی پہلی وجہ مومن بندے کی آزمائش ہوتی ہے، اللہ کی ذات کو علام الغیوب ہے لیکن اہلِ دنیا پر واضح کرنے کے لئے کہ میرا بندہ مصیبت آنے پر صبر کرتا ہے یا بے صبری کا مظاہرہ کرتا ہے، مختلف طریقوں سے آزماتا رہتا ہے، ارشادِ باری تعالی ہے ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات (البقرۃ:۱۵۵) ”اور ہم تمہیں کچھ خوف اور بھوک سے دوچار کر کے اور مالوں اور جانوں اور پھلوں میں نقصان کر کے ضرور آزمائیں گے“۔ آفات کے نازل ہونے کا دوسرا سبب مسلمان کے گناہوں کا کفارہ ہے، اللہ تعالیٰ مصیبت میں مبتلا فرما کر گناہوں کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیتے ہیں اور

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

آخرت کی سزا سے بچا لیتے ہیں، صحیحین میں حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ما یصیب المسلم من نصب ولا وصب ولا ھم ولا حزن حتی الشوکۃ یشاکھا الا کفر اللہ بھا من خطایاہ ’’مومن مرد کو جو بھی دکھ اور جو بھی بیماری اور جو بھی پریشانی اور جو بھی اذیت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اس کو کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس کے گناہوں کی صفائی کر دیتا ہے‘‘ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ منقول ہیں حط عنہ من سیاتہ کما تحط الشجرۃ ورقھا ’’ اللہ تعالیٰ (اس مصیبت کی وجہ سے) اس کے گناہوں کو اس طرح جھاڑ دیتا ہے جیسے خزاں رسیدہ درخت اپنے پتے جھاڑ دیتا ہے‘‘۔ حوادث و آلام پیش آنے کی تیسری علت نیک اور متقی لوگوں کے درجات کو بلند کرنا ہے، انبیاء، اولیاء اور سلفِ صالحین کی سوانح پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی زندگی میں بڑے کٹھن حالات اور دشوار گذار مراحل آئے، سننِ ترمذی میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاصؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا ای الناس اشد بلاء؟ سب سے سخت تکلیفیں کن لوگوں پر آئیں؟ آپؐ نے ارشاد فرمایا الانبیاء ثم الامثل فالامثل ’’سب سے زیادہ مصیبتیں انبیاء پر آئیں، پھر جو ان کے طریقے کے زیادہ قریب ہیں اور پھر جو ان کے طریقے کے زیادہ قریب ہیں‘‘۔ ان جلیل القدر شخصیات کے اللہ تعالیٰ کے مقرب و محبوب ہونے کے باوجود ان پر تکالیف اس لئے آئیں تاکہ اللہ تعالیٰ انہیں اپنے ہاں مزید بلندی درجات سے نوازے، مسندِ احمد میں محمد بن خالد اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

ان العبد اذا سبقت لہ من اللہ منزلۃ لم یبلغھا بعملہ ابتلاہ اللّٰہ فی جسدہ او فی مالہ او فی ولدہ ثم صبرہ علی ذالک حتی یبلغہ المنزلۃ التی سبقت لہ من اللّٰہ

’’کسی مومن بندے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسا بلند مقام طے ہو جاتا ہے جس تک وہ اپنے عمل سے نہیں پہنچ سکتا تو اللہ تعالیٰ اس کو کسی جسمانی یا مالی تکلیف میں یا اولاد کی طرف سے کسی صدمہ اور پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے، پھر اس کو صبر کی توفیق دیتا ہے یہاں تک کہ بندہ (ان مصائب اور تکالیف پر صبر کرنے کی وجہ سے) اس بلند درجہ تک پہنچ جاتا ہے جو اس کے لئے پہلے سے طے ہو چکا تھا‘‘۔

ناموافق حالات کے درپیش ہونے کی چوتھی وجہ غافل انسان کو متنبہ اور خبردار کرنا ہے، اللہ تعالیٰ بندے

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

سے غفلت کی چادر کو اتارنے اور اسے اپنی بندی اور اطاعت کی طرف متوجہ کرنے کے لئے اس پر مصائب اتارتے ہیں،فرمانِ خداوندی ہے ولنذیقنھم من العذاب الادنی دون العذاب الاکبر لعلھم یرجعون (احزاب:۴۲)''اور ہم ان (نافرمانوں) کو بڑے عذاب سے پہلے چھوٹا عذاب چکھاتے ہیں تا کہ وہ باز آجائیں''

زندگی کی الجھنوں،مشقتوں اور مصیبتوں کا آخری اور عمومی سبب انسان کی بد عملی ،فسق و فجور،خدا کی حکم عدولی اور شریعت کے احکام سے روگردانی ہے۔اللہ تعالیٰ جب گناہوں کی وجہ سے اپنے بندے پر ناراض ہوتا ہے تو اس پر اپنی رحمت کے دروازے بند کر دیتا ہے اور اس کی زندگی سے راحت و سکون ختم کر دیتا ہے جس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ مسرت و شادمانی کے تمام اسباب و وسائل کے ہوتے ہوئے بھی دل بے چین رہتا ہے۔خلاقِ عالم نے اپنے مقدس کلام میں بارہا اس حقیقت کو آشکار کیا ہے،چنانچہ ارشادِ خداوندی ہے وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم (شوریٰ:۳۰) ''اور جو مصیبت تمہیں پہنچتی ہے وہ ان اعمال کی وجہ سے ہوتی ہے جو تمہارے ہاتھوں نے کمائے ہیں''دوسری جگہ ارشاد ہے ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا ونحشرہ یوم القیمۃ اعمی (طہٰ:۱۴۲)'' اور جس شخص نے میری یاد سے منہ موڑا تو بلاشبہ اس کی زندگی تنگ ہو جاتی ہے اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا کر کے اٹھائیں گے''قرآنِ کریم میں گذشتہ ہلاک شدہ اقوام و امم کا متعدد مقامات پر تذکرہ ہے اسکا سبب بھی ان کی سرکشی ،نافرمانی اور اور وقت کے نبی کی تعلیمات سے انحراف کو بیان کیا گیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے ارشادات میں مختلف گناہوں کو مختلف مصیبتوں کے نازل ہونے کا سبب بتایا ہے،سنن ابنِ ماجہ میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

یامعشرالمھاجرین خمس اذا ابتلیتم بھن واعوذ باللہ ان تدرکوھن لم تظھر الفاحشۃ فی قوم قط حتی یعلنوا بھاالا فشا فیھم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافھم الذین مضواولم ینقصوا المکیال والمیزان الااخذوا بالسنین وشدۃ المؤنۃ وجور السلطان علیھم ولم یمنعوا زکوۃاموالھم الا منعوا القطر من السماء ولولا البھائم لم یمطروا ولم ینقضوا عھداللّٰہ وعھد رسولہ الا سلط اللّٰہ علیھم عدوا من غیرھم فاخذوا بعض ما فی ایدیھم ومالم تحکم ائمتھم بکتاب اللہ ویتخیروا مما انزل

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

اللّٰہ الا جعل اللّٰہ باسھم بینھم ۔

اے مہاجرین! پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جب تم ان میں مبتلا ہو جاؤ گے اور میں اللہ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ تم ان کا ارتکاب کرو (۱) جب کسی قوم میں اعلانیہ بے حیائی ہوگی تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں جنم لیں گی جو انہوں نے اور ان کے آباء واجداد نے بھی نہیں سنی ہوں گی ۔(۲) جو قوم زکوۃ ادا نہیں کرے گی وہ بارش سے محروم ہو جائے گی اور اگر جانور نہ ہوتے تو پانی کی ایک بوند نہ برستی (۳) جو قوم ناپ تول میں کمی کرے گی وہ قحط سالی، رزق کی تنگی اور بادشاہوں کے ظلم میں گرفتار ہو جائے گی (۴) جب امراء اللہ کے نازل کردہ احکام کے خلاف فیصلے کریں گے تو دشمن ان پر مسلط ہو جائے گا جو ان کی چیزیں ان سے چھین لے گا (۵) جب لوگ اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت کو چھوڑ بیٹھیں گے تو باہمی خانہ جنگی میں پڑ جائیں گے۔

مسائل کے حل اور مصائب کو رفع کرنے کے سلسلہ میں شریعت نے چار اعمال کرنے کی ترغیب دی ہے جو غم کو ہلکا کرنے اور دل کی تسلی میں معاون و مددگار ثابت ہوتے ہیں ۔سب سے پہلا کام یہ ہے کہ غم کی خبر سنتے ہی استرجاع یعنی ''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' پڑھے جس کی حقیقت اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو برضاء ورغبت قبول کرنے کا اعلان ہے ۔دوسرا کام اپنے آپ پر ضبط کرنا اور خدا تعالیٰ کے بارے میں کسی بھی فاسد خیال یا زبان سے کسی نامناسب جملہ کے ادا کرنے سے بچنا ہے، اس کو صبر کہا جاتا ہے ۔تیسرے نمبر پر مبتلاء بہ شخص کے کرنے کا کام یہ ہے کہ صلوۃ الحاجت ادا کر کے تمام آداب کی رعایت رکھتے ہوئے خوب عاجزی اور انکساری سے دعا مانگے ۔آخری ہدایت یہ ہے کہ حسبِ استطاعت صدقہ ادا کرنے کا اہتمام کرے اور اگر فی الوقت دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو بعد کے لئے نذر مان لے ۔اس سب کے بعد بھی اگر مشکل سے نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہ آئے تو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اجر آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیا ہے یا چھوٹی مصیبت دے کر بڑی مصیبت سے بچا لیا ہے، ترمذی میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یود اھل العافیة یوم القیامة حین یعطی اھل البلاء الثواب لو ان جلودھم کانت قرضت فی الدنیا بالمقاریض ''جب اہلِ بلاء کو قیامت کے دن بدلہ دیا جائے گا تو تو اہلِ عافیت یہ خواہش کریں گے کہ کاش! دنیا میں ان کی کھالوں کو قینچیوں سے کاٹ دیا جاتا''۔

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدرؒ

حدیثِ رسول ﷺ پڑھنے اور پڑھانے کے آداب

مجلس میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پڑھی یا بیان کی جارہی ہو اس مجلس میں شوروغل برپا کرنا سخت بے ادبی ہے کیونکہ آپ کے ارشاد کا احترام بعداز وفات بھی ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ آپ کی حیات میں تھا۔

جلیل القدر محدث اور حضرت امام بخاریؒ کے استاد امام عبدالرحمٰن بن مہدیؒ (المتوفی ۱۹۸ھ) کا یہ معمول تھا کہ جب ان کے سامنے حدیث پڑھی یا سنائی جاتی تو وہ لوگوں کو خاموش رہنے کا حکم دیتے اور فرماتے: ''لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی'' کہ اپنی آوازوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر بلند نہ کرو۔ نیز فرماتے تھے کہ حدیث پڑھتے پڑھاتے وقت خاموش رہنا اسی طرح لازم ہے جس طرح آپ کے دنیا میں ارشاد فرمانے کے وقت لازم تھا۔ (مدارج النبوۃ ج ا ص ۵۲۹)

حافظ ابن القیمؒ (المتوفی ۷۵۱ھ) فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرنا جب موجبِ حبطِ اعمال ہے تو آپ کی سنت اور احکام کے مقابلے میں اپنی رائے، رسم ورواج اور بدعات پر عمل کرنا کیونکر اعمالِ صالحہ کے لیے تباہ کن نہ ہوگا۔ (اعلام الموقعین ج ا ص ۴۲)

رئیس التابعین حضرت سعید بن المسیبؒ (المتوفی ۹۳ھ) ایک پہلو پر (بیمار ہونے کی وجہ سے) لیٹے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص نے ان سے ایک حدیث دریافت کی۔ وہ فوراً اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث بیان کی۔ سائل نے کہا، آپ نے اتنی تکلیف کیوں کی؟ فرمایا میں اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کروٹ کے بل لیٹے لیٹے بیان کروں۔ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۱۹۔ مدارج النبوۃ ج ا ص ۵۴۱)

حضرت امام مالکؒ (المتوفی ۱۷۹ھ) کا یہ معمول تھا کہ جب حدیث بیان فرماتے تو پہلے غسل کرتے، پھر خوشبو لگاتے اور عمدہ لباس پہن کر نہایت عاجزی اور تواضع کے ساتھ حدیث بیان کرتے اور آخر دم تک اسی حالت میں رہتے (مدارج النبوۃ ج ا ص ۵۴۲)۔ امام صاحبؒ حدیث کی تعظیم کے پیشِ نظر باوضو ہی حدیثیں بیان کرتے تھے۔ (جامع بیان العلم ج ۲ ص ۱۹۹)

PDF created with pdfFactory Pro trial version www.pdffactory.com